الصلوۃ والسلام علیک یا نور اللہ

شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم

تصنیف

شیخ القرآن
ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا طَلَاقَ فِیْ غِلَاقٍ (ابو داؤد) کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْہِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِہٖ (ترمذی)

ترجمہ: شدید غصہ میں کوئی طلاق نہیں (ابوداؤد) ہر طلاق ہو جاتی ہے مگر اسکی (نہیں ہوتی)
جسکی عقل پر کسی چیز کا غلبہ ہو جائے۔ (ترمذی)

پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری
سابق صوبائی وزیر برائے مذہبی امور
اوقاف پنجاب

ناشر
عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

نام کتاب .... شدید غصہ کی طلاق

مصنف .... پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

بار .... دوم

تعداد .... گیارہ سو

سال طباعت .... اگست 2007ء

بسعی واہتمام .... قادری برادرز

قیمت 80روپے

ناشر

عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبر آفس: 042-8428922 0300-4826678 0300-7991693

فہرست مضامین

☆☆☆☆

پیش لفظ

دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

شدید غصہ کی طلاق کے بارے میں پاکستان بھر سے بلکہ غیر ممالک سے بھی فتویٰ کے لیے سوال آتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان اچانک جھگڑا ہو جاتا ہے خاوند شدید غصہ میں آکر طلاق دے بیٹھتا ہے جبکہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدگی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ہوتے پہلے میاں بیوی میں محبت ہوتی ہے حسنِ سلوک ہوتا ہے اچھے پُرسکون رہ رہے ہوتے ہیں کوئی ایک دوسرے کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر ایسے لگتا ہے کہ جیسے شیطان کو ان کی پرسکون زندگی اچھی نہ لگی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ!
"اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَ الۡبَغۡضَآءَ الخ" (سورۂ مائدہ:۹۱)

ترجمہ:۔شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں دشمنی ڈالوادے۔

لہٰذا شیطان کسی بات پر بیوی کو اکساتا ہے اور ادھر سے خاوند کو بھی طیش دلاتا ہے یا کسی بات پر خاوند کو اکساتا اور ادھر بیوی کو طیش دلاتا ہے الغرض دونوں میں جھگڑا ڈلوا دیتا ہے اور خاوند سخت غصہ میں آجاتے ہیں بلکہ سخت غصہ میں بھڑک اُٹھتے ہیں انجام کا لحاظ کئے بغیر فوراً منہ سے طلاق طلاق طلاق کے الفاظ اُگل ڈالتے ہیں اور شیطان اپنی کامیابی پر خوش ہو کر تالیاں بجاتا بھاگ جاتا ہے کہ وہ ایک مسلمان خاندان کا گھر اُجاڑنا چاہتا تھا اُجاڑ دیا، اس کے بعد جب خاوند کی سخت غصہ والی کیفیت دور ہوتی ہے اور مزاج نارمل ہوتا ہے تو اب پچھتانے لگتے ہیں اور بیوی بھی جو شیطان کے اکسانے پر خاوند سے کہہ رہی تھی

کہ اگر مجھے نہیں رکھنا تو نہ رکھو مجھے فارغ کر دو طلاق کا سن کر روتی ہوئی میکے
چلی جاتی ہے وہاں ایک کہرام مچ جاتا ہے کہ کیا ہو گیا ادھر سے خاوند گھر خالی
پا کر اور اپنے معصوم اور چاند سے ننھے منھے بچوں کا خیال کر کے سراپا غم افسوس
ہو کر اپنی نادانی اور ناعاقبت اندیشی پر رونے پیٹنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں
عام علماء کرام فتویٰ دے دیتے ہیں کہ تمہارے درمیان نکاح ٹوٹ چکا ہے اب
حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکے گا اس جواب سے میاں بیوی پر مزید
مشکل ڈال دی جاتی ہے جس سے انکی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں اور ساتھ ہی
معصوم بچوں کی زندگی خراب ہو جاتی ہے وہ اپنے ابو کو یاد کر کے روتے رہتے
ہیں تو ماں بھی انہیں روتا دیکھ کر اور پریشان ہو جاتی ہے۔

حالانکہ قرآن وسنت وفقہ اور بالخصوص فقہ حنفی میں اس طرح کے شدید
غصہ میں طلاق نہیں ہوتی بلکہ نکاح بدستور قائم رہتا ہے راقم نے اس سلسلے میں
ضرورت محسوس کی کہ یہ تحقیق ایک کتابی شکل میں معرض وجود میں آنی چاہیے
تا کہ ایسے علماء کرام جو تحقیق کے طلبگار اور تقلید محض سے بیزار ہیں مستفید ہوں
اور وکلاء و ججز حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ بلاشبہ یہ کتاب اس دور کا
ایک تجدیدی کارنامہ ہے جس سے بے شمار اُجڑتے ہوئے گھرانے اُجڑنے اور
برباد ہونے سے محفوظ ہو جائیں گے میں ان علماء کا شکر گذار ہوں جنہوں نے
اس مسئلہ کی تحقیق پر غائرانہ نظر ڈالی اور اس مسئلہ پر ہم سے اتفاق فرمایا اللہ تعالیٰ
سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تقلید محض کے خیال سے نکال کر تحقیق وتدقیق کا زیادہ
سے زیادہ شعور بخشے۔ آمین۔ فقط والسلام

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری
مہتمم وخادم الحدیث والتفسیر والفقہ
جامعہ رضویہ (ٹرسٹ) ماڈل ٹاؤن
(سابق صوبائی وزیر برائے مذہبی امور پنجاب)

تعارف مصنف

پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب تو ایسی شخصیت ہیں۔ جو کہ
کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ لیکن میری سوچ میں جناب کی زندگی سے متعلق کچھ اہم
معلومات موجود ہیں جن پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اکثر و بیشتر عام انسان
کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیت کی بنیادی تعلیم
کون سی خوش نصیب درسگاہ میں ہوئی کہ جس نے ایسے عظیم انسان تخلیق کیے۔ ہر
انسان کی سب سے پہلی درسگاہ اُس کی ماں کی گود ہی ہوتی ہے۔ جتنی وہ گود مقدس و
مکرم ہو گی اُتنی ہی اُس کی اولاد کی تربیت اعلیٰ ہو گی آپ آج کسی بھی تاریخ کا مطالعہ
کریں تو یقیناً آپ کی نظر سے بڑی بڑی شخصیات کے تذکرے ضرور گذرتے ہوں
گے۔ وہاں ان شخصیات کی تربیت کی پہلی بنیادی چیز اور عظیم درسگاہ "ماں کی گود" کے
ہی ثمرات ملتے ہیں جو کہ ایک عام انسان کو عظیم انسان بنانے میں ممد ومعاون ثابت
ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت
میں اُس پہلی درسگاہ کی تربیت کے ہی اثرات ہیں کہ آپ بہترین عالم دین باعمل،
بہترین مفتی، بہترین مدرس، بہترین محقق و مصنف، بہترین شیخ الطریقت وشیخ التفسیر
اور بہترین شیخ الحدیث ہیں آپ کی طبع شریف میں انتہائی نرمی، حلم بردباری برداشت
اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے آپ سابق صوبائی وزیر برائے مذہبی امور و
اوقاف پنجاب اور بانی ومہتمم جامعہ رضویہ (ٹرسٹ) سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل
ٹاؤن لاہور ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف اور قرآن مجید کے مترجم بھی ہیں اب جناب

حضرت صاحب کی بنیادی تعلیم کے متعلق تفصیلی معلومات پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین کو علم ہو جائے کہ آپ نے تعلیم و تربیت اور روحانی تربیت کہاں سے حاصل کی۔

ولادت:۔ آپ کے آباؤ اجداد سادات و شرفاء بخارا سے ہیں جو حضرت سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بخاری سے کشمیر آئے پھر اوچ شریف ضلع بہاولپور آکر آباد ہوئے۔ آپ کی ولادت موضع کچی لعل نزد اُوچ شریف تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں بروز جمعرات مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو خدا بخش علیہ الرحمہ کے گھر میں ہوئی۔ آپ کے دادا بزرگوار محمد موسیٰ علیہ الرحمہ اور پردادا محمد جوہر علیہ الرحمہ تھے۔

ابتدائی تعلیم:۔ آپ نے سب سے پہلے ناظرہ قرآنِ مجید اپنے پڑوسی بزرگ عالم مولانا غلام نبی خورشیدی علیہ الرحمہ سے عرصہ تین چار ماہ میں پڑھ کر مکمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول موضع بن والا میں حاصل کی اور مڈل تک کی تعلیم کے لئے موضع ککس کے گورنمنٹ سکول میں داخلہ لیا وہاں سے مڈل کا امتحان انتہائی اعلیٰ پوزیشن میں پاس کیا بعد ازاں دیگر دینی تعلیم کے لئے مخدوم حسن محمود بن غلام میراں شاہ کے گاؤں جمال الدین والی علاقہ صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں استاذ العلماء والفضلاء حضرت علامہ حکیم غلام رسول علیہ الرحمہ سے اکتساب فیض کیا اور اُن سے آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب کے ساتھ شرح تہذیب قطبی کے اوائل شرح وقایہ اولین، اصول الشاشی، نورالانوار اور علمِ طب کی میزان طب، طب اکبر موجز وغیرہ پڑھیں۔

1958ء میں ڈیرہ غازی خان میں استاذ العلماء علامہ مولانا غلام جہانیاںؒ صاحب سے نورالانوار، شرح جامی، مولانا عبدالغفور صاحب سے قطبی، میر قطبی، مُلا جلال، حمد اللہ شرح وقایہ اخیرین، میبذی التصریح، اقلیدس، مشکوۃ شریف،

جلالین ہدایہ اولین، حسامی، مقامات حریری، حماسہ، متنبی، تصوف، لوائح جامی، لوامع جامی اور مثنوی شریف پڑھیں۔

1961ء ملتان میں غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مدرسہ انوار العلوم میں داخلہ لیا۔ استاذ العلماء جناب مولانا عبدالکریم" سے تفسیرات احمدیہ پڑھی اور حضرت مفتی امید علی خاں صاحب سے توضیح وتلویح، مسلم الثبوت وہدایہ اخیرین پڑھیں۔

پھر مفتی اعظم حضرت مفتی سید مسعود علی قادری سے جلالین وعلم میراث پڑھا اور فتویٰ نویسی سیکھی۔ آخر میں حضرت علامہ قبلہ کاظمی شاہ صاحب سے مناظرہ رشیدیہ، شرح عقائد، خیالی اور دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت علم حاصل کی۔

عملی زندگی کا آغاز:۔ علوم وفنون اور فتویٰ نویسی کے علم سے فراغت کے بعد قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی نظر عنایت والتفات نے بطور نائب مفتی آپ ہی کا انتخاب فرمایا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہی حکومت پاکستان نے قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو بہاولپور یونیورسٹی میں بطور پروفیسر حدیث مقرر فرمایا تو قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے جن قابل ترین تلامذہ کو بہاولپور ساتھ لے جانے کے لئے منتخب فرمایا اُن میں آپ بھی شامل تھے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے بہاولپور یونیورسٹی سے **1965-1966**ء میں ایم اے اسلامک لاء یعنی تخصص فی الفقہ والقانون الاسلامی کی سند حاصل کی اور حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے فرمان پر اپنی مادرِ علمی مدرسہ انوار العلوم واپس آکر استاذ الحدیث، مفتی وصدر شعبہ افتاء کے فرائض سنبھالے۔ **1977**ء میں حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی خواہش پر قبلہ مفتی صاحب جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور شیخ الحدیث وشیخ الادب

العربی مقرر ہوئے اسی دوران صدر انجمن تہذیب الاسلام مین مارکیٹ گلبرگ آپ کو جامعہ مسجد غوثیہ گلبرگ لے آئے۔ جہاں عرصہ 12 سال تک جامع مسجد غوثیہ کے خطیب رہے اور یہاں جامعہ غوثیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا اور 1990ء تک اِسی درسگاہ کے ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث رہے اور انتہائی خوش اسلوبی محنت خلوص اور لگن سے کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہم کنار ہوئے۔ بعد ازاں جناب پروفیسر ظہیر الدین احمد بابر نقشبندی قادری نے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے چار کنال کا رقبہ حاصل کر کے قبلہ مفتی صاحب کے سپرد کیا اور اُن کے پُر خلوص تعاون کے ساتھ آپ نے ماڈل ٹاؤن سنٹرل کمرشل مارکیٹ میں اپنی ذاتی دینی درسگاہ کا آغاز فرمایا جو کہ تقریباً عرصہ 17 سال سے انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ جامعہ رضویہ ٹرسٹ سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن میں درج ذیل شعبہ جات کی انتہائی کامیابی کے ساتھ سر پرستی فرما رہے ہیں۔ یہ جامعہ رضویہ ایک ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ جس کے مینجنگ ٹرسٹی حضرت قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب آپکے بڑے بیٹے ڈاکٹر احمد سعید قادری ڈپٹی مینجنگ ٹرسٹی اور جناب پروفیسر ظہیر الدین احمد بابر سیکرٹری جنرل ہیں حضرت قبلہ مفتی صاحب کے دوسرے صاحبزادے جناب علامہ محمد وحید قادری جامعہ کے ناظم اعلیٰ، تعلیمات و مالیات ہیں۔ شعبہ جات:۔ شعبۂ تحفیظ القرآن، شعبۂ تجوید وقراءت، شعبۂ درس نظامی، شعبۂ کمپیوٹر لیب، شعبۂ تخصص فی الفقہ والحدیث والقانون الاسلامی اور شعبۂ نشر و اشاعت شامل ہیں حضرت قبلہ مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری کی جتنی بھی تصانیف ہونگی ان کی اشاعت کے لیے مستقلاً عمدہ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور کے نام سے ادارہ معرض وجود میں لایا گیا ہے۔ جس کے زیر اہتمام آپ کی تمام تصانیف اشاعت

ہونگی اور وہی ادارہ آپ کی تمام مطبوعات کے حقوق کا تحفظ کرے گا۔ آپ کی تصانیف تقریباً 55 کے قریب ہیں جن میں خاص اہمیت کا حامل ترجمۂ قرآن مجید، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن' ہے جو کہ اس صدی کا ایک عظیم الشان تجدیدی کارنامہ ہے جلد چھپ کر منظر عام پر آرہا ہے۔ انشاء اللہ ایمان افروز اور تحقیقی شاہکارو تصانیف خود مطالعہ کریں اور عزیز و اقارب میں تحفۃً پیش کریں یہ آپ کی سعادت ہو گی اور اس سے خیر و برکت کا وافر حصہ نصیب میں آئے گا انشاء اللہ۔

آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں!

(1)۔ درود و سلام و شانِ خیر الانام ﷺ
(2)۔ ردِ امکان کذب باری تعالیٰ
(3)۔ مقام علم وعلماء
(4)۔ شرح ''الفضل الموہبیے''
(5)۔ خلافت اسلامیہ اور مغربی جمہوریت
(6)۔ معجزۂ شق القمر
(7)۔ قاضی اور سربراہ مملکت
(8)۔ بیعت کی اہمیت وضرورت
(9)۔ مسئلہ ایصال ثواب
(10)۔ مسئلہ تصویر (تصویر کا جواز)
(11)۔ ندائے یا محمد یا رسول اللہ ﷺ
(12)۔ نماز سے متعلق تین اہم مسئلے
(13)۔ پروفیسر طاہر القادری کا علمی وتحقیقی جائزہ
(14). تفسیر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
(15)۔ شدید غصہ میں دی گئی طلاق کا شرعی حکم
(16)۔ تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم
(17)۔ مسئلہ صلوٰۃ وسلام قبل اذان
(18)۔ اسلام میں ٹیکسوں کی شرعی حیثیت
(19)۔ سورۂ یٰس مع اردو ترجمہ وتفسیر
(20)۔ حج اور قربانی
(21)۔ عید اسلام
(22)۔ نجاۃ الوالدین الکریمین

اِن درج بالا کُتب کے علاوہ حضرت کا ماہانہ مجلّہ ماہنامہ البرلاہور کے نام سے عرصہ ۱۷ سال مکمل اور اٹھارویں سال کا آغاز ہو چکا ہے جو کہ اُمت مسلمہ کے لئے بالخصوص شائع ہو رہا ہے انتہائی اہم موضوعات پر مضامین، تبصرے اور حالات حاضرہ پر اداریے اور لوگوں کے بزنس کی تشہیر اس کے حسن وقدر میں اضافے کا باعث ہو رہی ہے آج ہی اخبار ہاکر یا بک اسٹالز سے نام لے کر ماہنامہ البرلاہور طلب فرمائیں تاکہ آپ اپنے گھریلو ماحول کو دینی، روحانی اور اصلاحی پہلو میں خود کفیل بنائیں۔ یوں تو آپ کی ہر کتاب علم کا ایک خزانہ ہے مگروہ کتابیں جو آپ نے کسی کے جواب میں "علمی وتحقیقی جائزہ" کے نام سے لکھیں یا کسی کی علمی وتحقیقی اغلاط کی نشاندہی میں لکھیں خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں مثلاً" درود وسلام شان خیر الانام" جناب جسٹس تقی عثمانی دیوبندی عالم کے جواب میں لکھی گئی اور "ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک کی کتاب توحید اور وجود باری تعالیٰ کا علمی وتحقیقی جائزہ" بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے آپکی کتب ایک بحرِ بے کراں ہیں دینی روحانی اصلاحی علم حق کے متلاشی ان کتب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ۱۹۹۸ء میں آپ نے علم نحو کی مشہور کتاب الکافیہ کی عربی شرح الوافیہ پر چار جلدوں پر مشتمل عربی میں تحقیق وتخریج لکھی الکافیہ جو کہ پورے عالم اسلام کے دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کی عربی زبان میں شرح فرما کر پنجاب یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی (دکتورہ) کی ڈگری حاصل کی

۔نیز طبیہ کالج لاہور میں چار سالہ طب کا کورس کر کے گورنمنٹ سے طبیب کی ڈگری بھی حاصل کی۔

علمی و دینی ذوق:۔آپ کے علمی و دینی ذوق کا یہ حال ہے کہ اپنی آبائی زمینیں اور مکانات جو آپ کے ورثے میں آئی تھیں سب بیچ کر مدرسہ اور لائبریری پر خرچ کر دیا اور سارا دن لائبریری میں بیٹھ کر مطالعہ اور تحریر و تدریس میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے صاحبزادوں کو بھی اسی لائن پر چلایا آپ کے بڑے صاحبزادے احمد سعید قادری ہومیوڈاکٹر اور بہترین عالم ہیں جامعہ کے وائس پرنسپل اور درس نظامی پڑھاتے ہیں اور دوسرے صاحبزادے علامہ محمد وحید قادری درس نظامی کے فاضل اور یونیورسٹی سے ایم۔اے ہیں وہ بھی جامعہ کے استاذ و ناظم اعلیٰ و تعلیمات ہیں اور تیسرے صاحبزادے علامہ محمود عبید قادری درس نظامی سے فارغ وانٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد سے ایل ایل بی لاء اینڈ شریعہ ہیں چوتھے بیٹے محمد حماد قادری نے ایف۔اے کے بعد درس نظامی شروع کیا جو درس نظامی کے دوسرے سال میں زیر تعلیم ہیں اور پانچویں سب سے چھوٹے بیٹے محمد باذل قادری قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔

تفصیل غیر ملکی تبلیغی دورے، مناظرے:۔قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب مصنف کتب کثیرہ، دینی خدمات کے جذبے سے اکثر تبلیغی دورے فرماتے رہتے ہیں۔صدر جنرل ضیاء الحق شہید کے زمانہ میں آپ نے چین کا انتہائی کامیاب سرکاری دورہ کیا۔جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست پر آپ جنوبی افریقہ کے

کئی دورے کر چکے ہیں بلکہ ۱۹۸۶ء میں جنوبی افریقہ کے دورے کے دوران (شہر کیپ ٹاؤن) مرزائیوں کے ساتھ تین دن تک مناظرہ ہوتا رہا آخر میں مرزائی لیڈر سلیمان ابراہیم لاجواب ہو کر مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس طرح کے کئی مناظروں میں حضرت کاظمی علیہ الرحمۃ نے آپ کو بھیجا تو اُن کی دعا سے ہمیشہ آپ کامیاب و فتحیاب رہے۔

(لیڈی سمتھ) میں دیوبندی مولانا عبدالرزاق سے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ ہوا جس پر اُنہوں نے اقرار کیا کہ واقعی یہ عبارات گستاخانہ وکفریہ ہیں اس مناظرہ کی بھی کیسٹ موجود ہے آپ برطانیہ کا بھی چار دفعہ تبلیغی دورہ کر چکے ہیں ایک موقع پر آپ سلطان باہو ٹرسٹ یو۔کے ٹھہرے ہوئے تھے کہ مرزا طاہر احمد نے (جنگ) لندن میں ختم نبوت کے حوالے سے ایک بیان دیا جس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب نے اسے بھی مناظرہ کا چیلنج کیا جو کہ برطانیہ (جنگ) اخبار کی شہہ سُرخی سے یہ خبر شائع ہوئی جس پر مرزا طاہر احمد نے مناظرہ کرنے اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اسی طرح آپ متحدہ عرب امارات کئی مرتبہ تبلیغی دورے فرما چکے ہیں۔یورپین ممالک جرمنی، بالجیم، ہالینڈ، انگلینڈ، ساؤتھ افریقہ اور متحدہ عرب امارات کے بھی دورے کر چکے ہیں اُن ممالک کے علاوہ تقریباً اکثر ممالک میں آپ کے کثیر تعداد میں مریدین ہیں علاوہ ازیں پاکستان میں بھی ارادتمندوں کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے چونکہ کویت میں حلقہ ارادت ہے وہاں ایک مرتبہ تشریف لے گئے تو دورۂ کویت کے دوران کویت کے سابق وزیر برائے مذہبی امور شیخ

طریقت علامہ سید یوسف ہاشم الرفاعی جو دین اسلام اور خصوصاً مسلک اہل سنت کی مثالی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اُن کی موجودگی میں قبلہ مفتی صاحب نے عربی میں خطاب فرمایا اور اعلیٰحضرت کے کچھ نعتیہ کلام حدائق بخشش کا بھی عربی میں ترجمہ کر کے اس کی تشریح فرمائی۔ جس پر قبلہ رفاعی صاحب بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام حدائق بخشش کا عربی ترجمہ فرمادیں۔ جو کہ مسلک حق اہل سنت کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اہل عرب اس سے خوب استفادہ کر سکیں گے آپ نے پاکستان میں بھی کئی مناظرے کئے جبکہ چیچہ وطنی میں ایک مشہور عیسائی پادری سعید المسیح سے نَو دن مناظرہ کیا آخر میں وہ بھی آپ کے علمی دلائل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگیا اور توبہ کر کے مشرف با اسلام ہوگیا جو عیسائی پادری تائب ہوا اُس کا نام احمد سعید رکھا گیا آج کل وہ کراچی میں ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہا ہے علاوہ ازیں موضع کمیر میں دربار شریف حضرت پناہ سے ملحقہ مسجد میں ایک قابض دیوبندی خطیب نے مناظرے کا چیلنج کیا جب حضرت مفتی صاحب علماء اہل سنت کی معیت میں وہاں پہنچے تو مذکورہ مولوی صاحب میدان سے بھاگ گئے۔ آخر میں ۱۲ ان بزرگوں کے اسماء گرامی جن سے آپکو خلافت ملی ہے۔

شریعت و طریقت کی سندیں وخلافتیں

۱۔ حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم شریعت کی سند کے ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ وقادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ کی خلافت۔

۲۔ استاذ العلماء وشیخ طریقت حضرت غلام جہانیاں علیہ الرحمہ (ڈیروی) سے علوم شریعت کے ساتھ سلسلہ چشتیہ معینیہ، فریدیہ کی خلافت۔

۳۔ مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے علوم شریعت کی سند کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ نوریہ کی خلافت۔

۴۔ شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمہ سے علوم شریعت کی سند کے ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مظہریہ مجددیہ کی خلافت۔

۵۔ مفتی عرب وعجم قطب مدینہ منورہ ضیاء الامۃ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ سے علوم شریعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ کی وسلسلہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف وسلسلہ نبہانیہ کی اور حضرت قطب مدینہ کو حضرت سیدنا علی حسین اشرفی کچھوچھہ شریف علیہ الرحمہ اور امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ سے براہ راست خلافت حاصل تھی۔

۶۔ استاذ العلماء فقیہ امت حضرت مفتی محمد اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ (لاہوری) سے علوم شریعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ وحنفیہ (شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ) کی خلافت۔

۷۔ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین بغدادی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت۔

۸۔ شیخ الاسلام حضرت امام محمد بن زکریا مدنی انصاری (مدینہ منورہ) سے علوم شریعت کے ساتھ چاروں سلسلوں کی خلافت۔

۹۔ شیخ الاسلام حضرت امام سید محمد بن سید علوی مالکی مکی (مکہ مکرمہ) سے چاروں سلسلوں کے علاوہ جملہ بلاد عرب وعجم کے مشائخ کبار کے جملہ سلاسل شریفہ کی اجازت وخلافت۔

۱۰۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ (فیصل آبادی) سے خلافت۔

۱۱۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان سیدی ابو برکات سید احمد الوری رحمتہ اللہ علیہ لاہور سے خلافت۔

۱۲۔ سلطان الفقراء والصوفیہ حضرت غلام رسول ریاض آبادی (ملتانی) خلیفہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ سے خلافت۔ یہ تھیں آپ سے متعلق معلوماتی گزارشات جو کہ ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں۔

اللہ رب العزت ایسے پاکان امت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے امین

دعا گو

مینجر عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

عرض ناشر

برادرانِ اسلام.........

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

زیرِ نظر کتاب عمدۃ البیان پبلشرز لاہور کی اشاعت نمبر 5 ہے۔ جناب حضرت قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب کی تمام مطبوعات کی اشاعت کا بالخصوص ہمیں اعزاز حاصل ہے۔ آپ کا ترجمہ قرآن مجید موسومہ عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن بھی بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہوکر مارکیٹ میں آنے والا ہے۔ اس سے قبل زیر نظر کتاب اس معاشرتی زندگی کو پُرسکون وخوشگوار رکھنے کیلئے قرآن وحدیث وآئمہ دین متین کی آرا سے مزین ''شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم'' بڑی تحقیق وتدقیق سے تحریر ہوئی ہے اس کتاب کی تیاری میں خاص اس نیت کا اظہار ہے کہ امتِ مسلمہ جو کہ طلاق کے مسائل کی وجہ سے پریشانی کا شکار ہوجاتی ہے۔ اسکی بہتر راہنمائی کیلئے اس میں شرعی احکامات بالوضاحت بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ کریم اس کتاب کو ہماری معاشرتی اور عائلی زندگی میں باعثِ رحمت و برکت فرمائے اور پذیرائی عطاء فرمائے۔ آمین۔

والسلام

دعا گو ڈاکٹر احمد سعید قادری

مینجنگ ڈائریکٹر عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ)

ماڈل ٹاؤن لاہور

21-A

فقہی شدت وتشدد

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے کہ فقہی شدت وتشدد یا تقلیدی لڑائی جھگڑوں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے مگر ہند و پاک کے علماء اور عوام میں یہ شدت وتشدد اس قدر پایا جاتا ہے کہ اسے دیکھ کر افسوس ہوتا ہے عوام میں یہ تشدد علماء کے فقہی تعصب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس کی مثال میں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔

وہ یہ کہ ملتان سے آگے مظفر گڑھ کے قریب ایک گاؤں میں ایک شخص نے لڑائی جھگڑے میں شدید غصہ میں آکر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ نادم و پریشان ہوا بیوی رو رہی تھی بچے اپنی جگہ اُداس و پریشان تھے وہ علماء کرام مفتیان عظام کے پاس گیا سب نے کہا بس نکاح ٹوٹ چکا ہے تمہاری بیوی تم پر حرام ہے اب حلالہ ضروری ہے، اتفاق سے وہ ایک اہلحدیث عالم کے پاس جا پہنچا اُنہوں نے اسے فتوی لکھ دیا کہ اس سے ایک ہی طلاق ہوئی ہے جاؤ بیوی سے صلح کرلو۔ اس نے آکر بیوی سے صلح کرلی اور گھر بسالیا مگر اس گاؤں کے امام کو پتہ چلا تو اس نے مسجد کا سپیکر کھول لیا اور اعلان کیا کہ فلاں شخص نے تین طلاقیں دیدیں اور بیوی کے ساتھ رو رہا ہے یہ گناہ کبیرہ کا علانیہ مرتکب ہو رہا ہے زنا کر رہا ہے سارے گاؤں پر فرض ہے کہ اس کا معاشرتی (سوشل) بائیکاٹ کریں ورنہ سارے گنہگار ہوں گے اس پر گاؤں والوں نے اس کا مکمل بائیکاٹ کردیا وہ اس قدر پریشان ہوا کہ پاگل ہونے والا ہوگیا اسے کسی نے میرے پ بھیجا میں نے اسے کہا کہ تیرے پاس ایک فتوی ہے تو اس پر عمل کر رہا ہے تو گنہگار نہیں ہے تو نے شریعت کا تقاضا پورا کردیا تیرے ساتھ بائیکاٹ کرنے

بقیہ صفحہ نمبر 136 پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نہایت مدلل فتویٰ

کتاب الطلاق (شدید غصہ کی طلاق)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی زید اور صغریٰ دو میاں بیوی ہیں ان کا ایک ۳ سالہ بیٹا ہے۔ زید نے اپنی بیوی (صغریٰ بی بی) کو جو گھر میں تھی شدید غصہ میں بلکہ انتہائی شدید غصہ میں دفتر سے فون پر تین طلاق کہہ دیں۔ زید کہتا ہے کہ وہ انتہائی شدید غصہ میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکا، اس کے عقل وشعور پر غصہ نے ایسا غلبہ پایا کہ وہ اپنے نفع ونقصان کی پرواکئے بغیر طلاق کے الفاظ بول گیا۔ یاد رہے کہ دونوں میاں بیوی کا ایک ۳ سالہ بیٹا بھی ہے۔ براہ کرم اس مسئلے میں شرعی دلائل کی روشنی میں بتایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہ ہوئی؟

سائلین: زید وظریف الدین وصغریٰ بی بی

اسلام آباد۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی بکر نے اپنی بیوی میمونہ کو شدید غصہ کی حالت میں طلاق دے دی اور اب وہ نادم ہے اور بیوی بھی اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

سائل محمد عمر خان لاہور کینٹ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی خرم شاہد نے روز روز کے ماں اور بیوی کے جھگڑے سے تنگ آکر انتہائی شدید غصہ کی حالت میں پہلے اپنی بیوی کو مارا پھر طلاق دے دی بعد میں نارمل حالت میں آکر رونے لگ گیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اور اسکی بیوی اور ماں بھی اس بات کی گواہ ہیں کہ اسے اتنی شدت کا غصہ اس سے پہلے کبھی بھی نہیں آیا اور یہ بات بھی یاد رہے کہ ان کے تین بچے بھی ہیں اور اس کی بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا چاہتی ہے ہمارے علاقے کہ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ طلاق ہوگئی ہے اب صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

سائل حسن رضا رضوی گلبرگ لاہور۔

الجواب منہ الھدایۃ والصواب

غصہ کی کیفیات

فقہاء نے غصہ کی تین کیفیتیں بیان کی ہیں جیسا علامہ شامی نے فتاوی شامی میں امام حافظ ابن قیم جوزیہ ؒ کے حوالہ سے لکھا ہے

جس کی تفصیل یوں ہے

۱۔ ایک تو عام غصہ ہے، جو انسان کو عام طور پر آتا رہتا ہے اسے معمولی یا ابتدائی درجہ کا غصہ کہا جاتا ہے اس غصہ میں دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے (جیسا کہ کہتے ہیں کہ طلاق ہوتی ہی غصہ میں ہے) فقہ کی کتابوں میں غصہ کی طلاق کے وقوع کی واضح تصریحات موجود ہیں بلکہ آئمہ دین نے تو غصہ کو دلیل طلاق قرار دیا ہے فقہاء فرماتے ہیں کہ طلاق کے کنایہ کے وہ الفاظ جن میں رد اور سب (گالی) کی صلاحیت نہیں وہ طلاق کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر کوئی انہیں غصہ میں کہے گا تو وہ طلاق تصور ہوں گے اور اگرچہ کہنے والا کہے کہ اس کی طلاق کی نیت نہ تھی۔

۲۔ دوسرا خاص غصہ جو عام حالت میں انسان کو نہیں آتا یہ غیر معمولی غصہ جسے شدید یعنی بہت غصہ کہنا چاہیے یہ درمیانہ درجہ کا ہوتا ہے یہ

ابتدائی اور معمولی درجہ کے غصہ سے بڑھ کر درمیانہ اور غیر معمولی نوعیت کا ہے جو سخت غصہ بھی کہلاتا ہے فقہاء کرام اسے ''**غیظ شدید**'' کا نام دیتے ہیں۔ اس حالت میں انسان کی عقل تو بدستور قائم ہوتی ہے اور شعور بھی اور وہ جو کہہ رہا ہوتا ہے اسے اس کا پتہ بھی ہوتا ہے اور وہ اسے اپنے ارادہ سے ہی کہہ رہا ہوتا ہے لیکن سخت غصہ سے اس کا ادراک و عقل متاثر ہو جاتی ہے وہ اپنے آپ پر قابو نہیں پاتا بعض اوقات اس سے الٹے سیدھے کلمات بھی سرزد ہو جاتے ہیں اس حالت میں وہ شخص پورا مجنون تو نہیں ہوتا مگر شدت غصہ کی وجہ سے کچھ جنونی کیفیت میں ہوتا ہے۔ اس کے شعور اور ادراک میں کمی آجاتی ہے۔ اس کی عقل پر غصہ کے غلبہ کی وجہ سے ذہنی و دماغی اعتدال و توازن قائم نہیں رہتا اور وہ اس شدت غصہ میں کچھ سوچے اور سمجھے بغیر طلاق کہہ دیتا ہے جب کہ اس جنونی کیفیت کے دور ہونے اور طبیعت بحال ہونے پر وہ افسوس کرتا ہے ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۳۔ تیسرا انتہائی درجہ کا غصہ یعنی (اشد یا شدید ترین) جس میں آدمی جو کہتا ہے اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کیا کر رہا ہے۔ یا معلوم تو ہوتا ہے کہ وہ طلاق دے رہا ہے مگر طلاق کا قصد نہیں ہوتا بے قصد اور جنونی کیفیت میں انتہائی غصہ کے عالم میں اس سے طلاق

کے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ اور بعد میں وہ نادم ہوتا ہے اس صورت میں بھی طلاق نہ ہوگی۔

اور یہ غصہ کا درمیانہ درجہ جو ہم نے بیان کیا ہے جسے شدید (سخت غصہ) کہیں گے اس میں فقہاء محققین کے نزدیک طلاق نہیں ہوتی احناف کا بھی یہی موقف ہے چنانچہ ہم آگے چل کر دلائل سے بیان کریں گے۔ کیونکہ یہ غصہ انسانی طبیعت پر غالب آکر اسے غیر متوازن کر دیتا ہے اس کی عقل و شعور قائم ہوتے ہوئے بھی صحیح کام نہیں کر رہی ہوتی ایسی صورت میں وہ ناقص العقل ہو جاتا ہے یعنی اس کی عقل میں نقصان آجاتا ہے اور وہ فاسد التدبیر ہو جاتا ہے یعنی اسکی سوچ میں فساد آجاتا ہے شدید غصہ کا دباؤ اسے طلاق کے برے انجام سے بے خبر کر دیتا ہے بلاشبہ اس حالت میں وہ معذور ہوتا ہے اس کو معتوہ بھی کہتے ہیں یعنی ''المغلوب علی عقلہ'' یہ جو ترمذی حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ معتوہ کی طلاق نہیں ہوتی اسی حدیث میں معتوہ کی تفسیر (المغلوب علی عقلہ) سے کی گئی ہے کہ جس کی عقل پر کسی اور چیز کا غلبہ ہو جائے بعض حضرات اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ جس کی عقل بالکل جاتی رہے اس کی طلاق نہیں ہوتی مگر یہ اعلیٰ درجہ کے جنون کی صورت ہے ''المعتوہ'' کی نہیں ہے۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو ''المعتوہ'' کی تفسیر ''المغلوب علی عقلہ'' کی بجائے ''المعدوم عقلہ'' یا ''المجنون'' سے کی جاتی مگر اس کی تفسیر ''المعدوم عقلہ'' وغیرہ

سے نہیں کی گئی کہ ''جب اس کی عقل بالکل نہ رہے'' لہذا ان کا یہ کہنا کہ
غصہ اس حد تک ہو کہ اس کی عقل بالکل نہ رہے مجنون کامل کے لیے تو درست
ہے معتوہ کی تفسیر کے لیے درست نہیں ہے۔ ان کی یہ بات حدیث کی اس تفسیر
کے خلاف ہے جو ہم متعدد حوالوں سے ''المغلوب علی عقلہ'' کے
الفاظ سے آگے نقل کریں گے نیز کتب حدیث المستدرک
وابوداؤد شریف اور مسند امام احمد اور ابن ماجہ کے
حوالوں سے ہم یہ حدیث آگے نقل کریں گے کہ '' لا طلاق فی
غلاق'' اور '' لا طلاق فی اغلاق'' کہ غصہ میں طلاق نہیں
ہوتی۔

غلاق یا اغلاق کی تفسیر

پوری بحث تو آگے آئے گی مگر سردست اس قدر گذارش
ہے کہ غلاق یا اغلاق کی تفسیر اکراہ وجبر سے بھی کی گئی ہے اور غضب یعنی
شدید غصہ سے بھی امام بخاری وامام ابوداؤد وامام احمد رحمۃ اللہ علیہم اس کا معنی
غضب وشدید غصہ کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ غصہ سے مراد نارمل غصہ تو نہ ہوگا
کیونکہ طلاق تو عام طور پر ہوتی ہی غصہ میں ہے لہذا اس سے نارمل اور طبعی غصہ
کی حد سے اوپر کا غصہ مراد ہوگا جس سے انسان کی عقل مغلوب ومتاثر ہو جائے
اور اس میں نفع ونقصان کا جو گھر کی تباہی اور بچوں کے مستقبل کی بربادی کی

صورت میں رونما ہوگا احساس نہ رہے اور آخر بعد میں اپنے کئے پر افسوس
کرے بلا شبہ اس قسم کے غصہ میں ہرگز طلاق نہ ہوگی۔

مزید تفصیل

غصہ کی کیفیات اور اس میں دی گئی طلاق کے حکم کے بارے میں مزید
تفصیل یہ ہے کہ غصہ کے تین درجے ہیں جیسا کہ بیان ہوا ایک ابتدائی درجہ کا
یعنی نارمل، جو عام طور پر اور عادۃً انسان کو آجاتا ہے اس میں تو طلاق ہو جاتی
ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ طلاق ہوتی ہی غصہ میں ہے چنانچہ فقہاء نے بھی لکھا
ہے کہ غصہ، طلاق ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے دوسرا وہ غصہ جو
شدید ہوتا ہے جسے سخت غصہ کہا جاتا ہے جس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ انسان
شدید غصہ کی وجہ سے اپنے آپ پر قابو نہیں پاتا، عقل کی صحیح سوچ قائم نہیں رہتی
، نفع ونقصان کا احساس نہیں رہتا۔ کچھ جنونی کیفیت میں آکر زبان سے طلاق
طلاق کہتا چلا جاتا ہے پھر غصہ کی شدت کم ہونے اور نارمل ہونے کے بعد
انسان نادم ہوتا ہے بعد میں کئی لوگ اپنی غلطی کا ان الفاظ سے اظہار کرتے ہیں
کہ ''ہمیں اپنی غلطی کا سخت افسوس ہے ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا''۔
ہماری فقہی تحقیق جو ہم نے قرآن وسنت کی تعلیمات وہدایات کی
روشنی میں کی۔ ہے یہی ہے کہ اس حالت میں طلاق نہیں ہوتی یہ شدید غصہ کی
طلاق ہے۔ جس میں انسان نارمل نہیں رہتا اس کا دماغ چکرا جاتا ہے۔ اس کا

ضبط کرنا اس کے اختیار میں نہیں رہتا جو لوگ بہت ریح بادی، اور تبخیر معدہ، وغیرہ یا ہائی بلڈ پریشر کے مریض ہوتے ہیں وہ چڑ چڑے ہو جاتے ہیں ان کے اعصاب اور دل ودماغ کمزور ہو جاتے ہیں چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں سخت غصہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس غصہ کی شدت میں اپنے آپ پر قابو نہیں پاتے اور بے ساختہ طلاق طلاق کہتے چلے جاتے ہیں ان کی یہ حالت اضطراری ہوتی ہے اس میں انہیں اختیار نہیں رہتا اس حالت میں ان کی زبان سے بے مقصد باتیں بھی نکل جاتی ہیں، وہ غیر اختیاری صورت حال سے دوچار ہو کر ۔ بے اختیار ہو جاتے ہیں اور اس حال میں طلاقیں دے بیٹھتے ہیں پھر حالت اعتدال میں آنے کے بعد پشیمان ہوتے افسوس کرتے اور پچھتاتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے بس اور مجبور لوگ احکام کے مکلف نہیں رہتے۔

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"

(البقرۃ ۲۸۶)

"اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

بلا شبہ شدت غصہ میں انسان ایک وقتی دورہ کرنے والے مرض کا مریض ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سب حالتیں جن میں انسان کی طبیعت، عادت ومعمول اور اعتدال پر نہ رہے شدید غصہ ہو یا اشد غصہ ہو یا شدید گیس وتبخیر یا ہائی بلڈ پریشر ہو کہ دماغ متاثر ہو رہا ہو تو یہ سب صورتیں ایک طرح کے جنون

ودیوانگی کے اور کم عقلی کے زمرہ میں آتی ہیں چنانچہ فقہاء فرماتے ہیں۔

"اَلْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ"

(شامی ۳/ ۲۳۳)

"کہ جنون کی بہت سی قسمیں اور بہت سے درجے ہیں۔" یہ بھی ایک طرح کا جنون ہی ہے۔" اور جنون ایک طرح کا مرض ہے لہذا ایسا شخص وقتی طور پر مریض ہو جاتا ہے۔"

مریض مرفوع القلم ہوتا ہے

لہذا جنون خواہ کسی بھی قسم کا ہو یا کسی بھی درجہ کا ہو وہ مرض ہے اور اس میں مبتلا شخص مریض ہے اور شریعت میں مریض مرفوع القلم ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

"وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ"

(النور ٦١ والفتح ١٧)

ترجمہ:۔

"یعنی بیمار پر کوئی حرج اور کوئی گرفت نہیں۔"

اس کی تفسیر میں امام قرطبی فرماتے ہیں

"فَالْحَرَجُ مَرْفُوْعٌ عَنْهُمْ فِيْ هٰذَا"

(ج ۱۲۔ص ۳۱۳)

ترجمہ:۔

جو مریض لوگ ہیں مرض کی حالت میں ان سے حرج وتنگی اور گرفت اٹھالی گئی ہے۔

پھر علامہ قرطبی فرماتے ہیں

''فَبَيَّنَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَنَّهٗ لَا حَرَجَ عَلَى الْمَعْذُوْرِيْنَ''

(تفسیر قرطبی ج ۸/ص ۲۲۶)

کہ اس آیت مبارکہ نے بیان کردیا ہے کہ معذور لوگوں پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ معذور وہ ہے جسے کوئی عذر پیش آجائے اور اس عذر کی حالت میں اس سے نا کہنے والی باتیں یا نا کرنے والے کام سرزد ہوجائیں۔

احادیث

۱ حدیث شریف میں ہے

''رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الطِّفْلِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَءَ اَوْ يَعْقِلَ''

(سنن ابوداؤد ۲/۲۵۷، مسند امام احمد ۱۴۰

سنن کبریٰ للبیہقی ۱۔۵۷)

ترجمہ:۔

کہ تین لوگ ہیں جن سے شریعت کا قلم اٹھالیا گیا ہے۔

(۱) سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو۔

(۲) اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو۔

(۳) اور مجنون سے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہوجائے یا (فرمایا) اس کی عقل کام کرنے لگے۔ واضح ہوا کہ بہت غصہ بھی انسان میں جنون کی کیفیت پیدا کردیتا ہے جیسا کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ جنون کی کئی ایک قسمیں اور کئی ایک مراتب ہیں جیسا کہ ہم پہلے عرض کرچکے ہیں۔

۲ دوسری حدیث شریف میں ہے

''رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ .''

(سنن ابی دانود کتاب الحدود ۲۵۷)

اور سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق میں نائم کے بعد ہے

''وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَكْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ اَوْ يُفِيْقَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ حَدِيْثِ وَعَنِ

(الْمُبْتَلٰى) حَتّٰى يَبْرَءَ''

(سنن ابن ماجہ ۱۴۷)

کہ شریعت کا قلم تین شخصوں سے اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہواور جو کسی تکلیف میں مبتلا ہوجائے یہاں تک کہ ٹھیک ہوجائے اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے (ابوداؤد) اور ابن ماجہ والی حدیث میں مجنون کا لفظ ہے۔ درابوبکر (عثمان بن ابی شیبہ شیخ اصحاب صحابہ ستہ) کی روایت میں ''الْمَجْنُوْن'' کی جگہ (المبتلٰی) '' حتی یبرء '' کے الفاظ ہیں بہر صورت اگر لفظ مجنون ہو تب بھی ''اَلْجُنُوْن'' ذوفنون ہونے کی وجہ سے اس میں غصہ کی شدت بھی کہ جس کے بعد نادم ہو اس کی ایک قسم قرار پاتا ہے۔ اور ''مبتلٰی'' کا لفظ عام ہے جو تمام تکالیف مثلاً تبخیر' گیس اور ہائی بلڈ پریشر اور شدت غصہ کو بھی شامل ہے امام ابن ماجہ نے اس حدیث کا عنوان ''طَلَاقُ الْمَعْتُوْه'' لکھا ہے اور معتوہ کی تفسیر ابن ماجہ میں اس عنوان کے ساتھ ہی بین السطور یوں مذکور ہے

''هُوَ الْمَجْنُوْنُ الْمُصَابُ فِیْ عَقْلِهٖ اَوْ

نَاقِصُ الْعَقْلِ''

کہ معتوہ وہ مجنون ہے جس کی عقل میں خلل آجائے یا وہ شخص جس کی عقل وشعور میں کمی آجائے ۔ بلاشبہ شدت غصہ سے کبھی تو عقل کچھ دیر کے لیے زائل ہوجاتی ہے کہ انسان اس حالت میں پاگلوں والے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ کئی لوگوں کو شدت غصہ سے برتن توڑتے' دیواروں سے ٹکریں مارتے اور اپنے ہاتھوں کو کاٹتے یا اپنے آپ کو ایذا پہنچاتے دیکھا گیا ہے یہ سب حالتیں تو خالص وکامل جنون کی کیفیت والی ہیں جو مبتلا انسان پر طاری ہوتی ہیں جس میں عقل زائل ہوجاتی ہے ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اسی کی ہی ایک قسم ہے جس کو ابن ماجہ میں بین السطور کی مذکورہ عبارت میں ''ناقص العقل'' کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے کہ اس میں عقل زائل تو نہیں ہوتی مگر اس میں وقتی طور پر خلل پڑجاتا ہے اور کمی آجاتی ہے یعنی اس حالت میں انسان میں صحیح شعور اور صحیح ادراک باقی نہیں رہتا اس حالت میں بھی انسان ناکرنے والے کام کرجاتا ہے پھر بعد میں نادم ہوتا ہے بلاشبہ اس صورت میں بھی طلاق نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ کیفیت بھی جنون کے

ایک کم درجہ کی قسم ہے۔

''المعتوہ''

۳ امام بغوی نے جعدیات میں علی بن جعد کی سند کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عابس بن ربیعہ نے فرمایا کہ

''اِنَّ عَلِیًّا قَالَ کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْہِ''

(فتح الباری شرح البخاری ۹۔۳۲۳)

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا معتوہ کی طلاق کے سوا ہر طلاق نافذ ہے۔

امام بخاری کتاب الطلاق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان تعلیقاً روایت فرماتے ہیں آپ نے فرمایا

۴ ''کُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْہِ''

(صحیح بخاری کتاب الطلاق ۲/۷۹۴)

کہ معتوہ کے سوا ہر طلاق واقع ہوجاتی ہے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ:۔

''اَلْمُرَادُ بِالْمَعْتُوْہِ النَّاقِصُ الْعَقْلُ''

کہ معتوہ سے مراد ناقص العقل شخص ہے جس کی عقل کم ہو خواہ پیدائشی طور پر یا کسی وقتی سبب سے کہ اس کی عقل پر کسی غم یا غصہ کے غلبہ کی

وجہ سے اس میں کمی واقع ہوجائے بلاشبہ بہت غصہ بھی عقل میں کمی لانے کا ایک اہم سبب ہے یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب کسی بھی چیز کا عقل پر غلبہ ہو اور انسان مغلوب العقل ہوجائے تو اس کی عقل صحیح کام نہیں کرے گی جس کی عقل صحیح کام نہ کرے وہ معتوہ ہے ایسی حالت میں اس کے جملہ افعال واقوال کا کوئی اعتبار نہ ہوگا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو امام سعید بن منصور علیہ الرحمۃ م ۲۲۷ھ نے اپنی سنن میں اور امام بیہقی نے اپنی سنن کبریٰ میں بھی روایت کیا ہے کہ ''معتوہ'' کی طلاق نہیں ہوتی۔

(سنن امام حافظ سعید بن منصور ۱/۲۷۱، السنن الکبری للبیہقی ۷/۳۶۹)

۱ حضرت علامہ علی بن سلطان القاری المکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

''وَالْمَعْتُوْہُ وَہُوَ مَنْ کَانَ قَلِیْلَ الْفَہْمِ مُخْتَلِطَ الْکَلَامِ فَاسِدُ التَّدْبِیْرِ''

(شرح النقایہ ج ۱ ص ۲۰۷)

ترجمہ:۔

''کہ معتوہ وہ ہے جس کی عقل پر کسی چیز نے غلبہ کر کے اس کی سوجھ بوجھ کم کردی ہو اور وہ اس حالت میں بولے تو صحیح وغلط دونوں طرح کے الفاظ بول جائے اور اس کی غور وفکر کرنے کی قوت میں خرابی واقع ہوجائے اس حالت میں طلاق

دے تو طلاق نہ ہوگی۔ بلاشبہ شدت غصہ میں بھی انسان کی یہی حالت ہوتی ہے لہذا اس حالت میں بھی طلاق نہ ہوگی۔"

۲ طلاق میں عقل کامل ہونی چاہیے

امام کمال الدین المعروف امام ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں

"مَعْلُومٌ مِنْ كُلِّيَاتِ الشَّرْعِيَّةِ اَنَّ التَّصَرُّفَاتِ لَا تَنْفُذُ اِلَّا مِمَّنْ لَهُ اَهْلِيَّةُ التَّصَرُّفِ وَاَدْرَنَاهَا بِالْعَقْلِ وَالْبُلُوْغِ خُصُوْصًا مَا هُوَ دَائِرٌ بَيْنَ الضَّرَرِ وَالنَّفْعِ خُصُوْصًا مَا لَا يَحِلُّ اِلَّا لِانْتِفَاءِ مَصْلِحَةِ ضِدِّهِ الْقَائِمِ كَالطَّلَاقِ فَاِنَّهُ يَسْتَدْعِيْ تَمَامَ الْعَقْلِ لِيَحْكُمَ بِهِ التَّمْيِيْزُ فِيْ ذٰلِكَ الْاَمْرِ وَلَمْ يَكْفِ عَقْلُ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ لِاَنَّ عَقْلَهُ لَمْ يَبْلُغِ الْاِعْتِدَالَ الخ"

(فتح القدیر ۳/۴۸۷)

ترجمہ:۔

"شریعت کے قواعد سے یہ بات معلوم ہے کہ کسی بات یا کام کا معتبر ہونا اسی سے ہوگا جو اس کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہے اور ہم نے اہلیت کو عقل وبلوغ کے ساتھ ہی وابستہ کیا ہے خصوصی طور پر وہ کام جو نفع ونقصان کے

درمیان دائر ہے خصوصا وہ کام جو حلال نہیں مگر اس وقت جب اس کی ضد جو قائم ہے اس کی مصلحت باقی نہ رہے جیسے طلاق کہ بلاشبہ طلاق تقاضا کرتی ہے کہ جو طلاق دے رہا ہے وہ اس حال میں ہو کہ اس کی عقل مکمل طور پر موجود ہوتا کہ وہ اس سلسلہ میں نفع ونقصان میں تمیز کر کے وہی فیصلہ دے اور عقل مند لڑکے کی عقل طلاق کے معاملہ میں کافی نہیں ہے کیونکہ اس کی عقل اعتدال کی حالت کو نہیں پہنچی۔"

فتح القدیر کی عبارت کے فوائد

فتح القدیر کی عبارت سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں

۱ کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا شرعاً اس شخص سے معتبر ہوگا جو اس کا اہل ہوگا۔

۲ اور اہلیت کا دارومدار شرعاً عقل وبلوغ پر ہے۔ خصوصاً طلاق ایسا کام ہے جس کا بندوں کے نفع ونقصان سے تعلق ہے۔

۳ بے شک طلاق ایسا کام ہے جو عقل کامل (پوری عقل) کا تقاضا کرتی ہے یعنی کسی بھی وجہ سے عقل میں کمی یا خلل واقع ہو جائے تو طلاق نہ ہوگی۔

۴ عقلمند بچے کی عقل بھی طلاق میں ناکافی ہے (اس کی طلاق نہیں ہوتی) کیونکہ اس کی عقل حالت اعتدال کو نہیں پہنچی اور طلاق دینے والے کی عقل کا حالت اعتدال پر ہونا ضروری ہے۔

۳ چنانچہ "العنایۃ شرح ہدایہ" میں امام اکمل

الدین محمد بن محمود م ۷۸۶ھ لکھتے ہیں۔

''وَالصَّبِیُّ وَاِنْ کَانَ اِتَّصَفَ بِالْعَقْلِ حَتّٰی صَحَّ اِسْلَامُ الصَّبِیِّ الْعَاقِلِ لٰکِنَّهٗ لَیْسَ بِمُعْتَدِلٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ فَلَا یُعْتَبَرُ فِیْمَا لَهٗ فِیْهِ مَضَرَّۃٌ''

(العناية شرح الهداية ۳/۴۸۸)

ترجمہ:۔

''اور بچہ اگرچہ عقل کے ساتھ متصف ہوتا ہے یہاں تک کہ عاقل بچے کا اسلام بھی صحیح ہے لیکن اس کی عقل بلوغ سے پہلے درست حالت پر نہیں ہے لہذا جس میں اس کا نقصان ہے اس حال میں اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔''

پھر اس کی شرح میں امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ واضح ہو گیا کہ جس بات میں انسان کا نقصان ہو اس میں اس کی بات کا اسوقت ہی اعتبار ہو گا جب اس کی عقل درست حالت میں ہو گی۔ اور طلاق ایک ایسی چیز ہے کہ یہ اس وقت دی جاتی ہے جب وہ انسان کے لیے ضروری ہو گئی ہو چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً مروی ہے آپ نے فرمایا

'' اَلطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ '' اَیْ لَا یَنْبَغِیْ لِلرَّجُلِ اَنْ یُطَلِّقَ اِمْرَأَتَهٗ اِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ کَالنُّشُوْزِ''

(فتح الباری ۹/۳۲۲)

ترجمہ:۔

''کہ مرد کو نہیں چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو ضرورت و مجبوری کے بغیر طلاق دے جیسے عورت کی نافرمانی بھی ایک مجبوری ہے کہ اس کی بیوی ہو کر اس کی بات ہی نہیں مانتی اس کی نافرمان ہے لیکن شدت غصہ میں انسان کی عقل میں خلل آ جاتا ہے عقل اعتدال پر اور درست حالت پر نہیں رہتی اس لیے وہ فیصلہ کرنے میں جلد بازی کا مرتکب ہو کر طلاق دیتا اور اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے لہذا شرع، صبی عاقل (عقلمند بچے) کی طرح اس کے اس فیصلہ کو کالعدم ٹھہرا کر اس کی طلاق کو نہیں مانتی۔''

۴ ہدایہ پھر اسکی شرح البناية للعلامه محمود العينی میں ہے

''اِنَّ الْاَصْلَ فِی الطَّلَاقِ هُوَ الْحَظْرُ لِمَا فِیْهِ مِنْ قَطْعِ النِّکَاحِ الَّذِیْ تَعَلَّقَتْ بِهِ الْمَصَالِحُ الدِّیْنِیَّةِ) مِنْ تَحْصِیْنِ الْفَرْجِ عَنِ الزِّنَا الْمُحَرَّمِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ (وَالدُّنْیَاوِیَّةِ) مِنَ السَّکَنِ وَالْاِزْدِوَاجِ وَاِکْتِسَابِ الْوَلَدِ وَکُلُّ مَا هُوَ کَذٰلِکَ یَنْبَغِیْ اَنْ لَّا یَجُوْزَ وَقُوْعُهٗ فِی الشَّرْعِ وَالْاِبَاحَةُ لِلْحَاجَةِ اِلَی الْخَلَاصِ یَعْنِیْ اَبَاحَةَ الطَّلَاقِ اِنَّمَا کَانَتْ لِلْحَاجَةِ اِلَی الْخَلَاصِ عَنْ عُهْدَةِ الْمَرْاَةِ الخ.'' (ج ۵ ص ۹)

ترجمہ:۔

''دراصل طلاق میں ممانعت ہے کیونکہ طلاق میں نکاح کا توڑنا ہے
جس سے دینی بھلائیاں متعلق ہیں مثلاً شرمگاہ کو زنا جو تمام دینوں میں حرام چلا
آرہا ہے سے بچانا (اور نکاح سے دنیاوی بھلائیاں بھی متعلق ہیں) مثلاً سکون
اور زوجیت اور بچے کا حصول (اور طلاق سے یہ تمام بھلائیں ختم ہوجاتی ہیں)
اور ہروہ چیز جو اس طرح نقصاندہ ہو (کہ اس کے نقصانات اس قدر ہوں)
شریعت میں تو اسے واقع ہی نہیں ہونا چاہیے مگر اسے جائز ٹھہرایا خلاصی حاصل
کرنے کی مجبوری کی وجہ سے یعنی طلاق کو شریعت نے صرف اس لیے جائز
ٹھہرایا کہ انسان (مجبوری اور) حاجت کی وجہ سے عورت کی زمہ داری سے
خلاصی حاصل کرے۔''

صاحب ہدایہ اور امام بدرالدین عینی نے نکاح کے اس قدر فوائد اور
طلاق کے نقصانات بتا کر واضح کردیا کہ طلاق صرف مجبوی اور اشد ضروری ہو
جانے کی وجہ سے دینی پڑتی ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ انسان پر غصہ غالب
آکر اس کی عقل سے یہ سوچنے کی صلاحیت اور طلاق کے ان نقصانات پر غور
کرنے کی قوت چھین لیتا ہے تو اس کی یہ حالت اعتدال اور درستگی کی نہیں ہوتی
لہذا اس حالت میں اس کی طلاق کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

۵ **بدائع الصنائع** میں ہے۔

''اَلْعَقْلُ مِنْ شَرَائِطِ اَهْلِيَّةِ التَّصَرُّفِ''

(ج ۳ص ۹۹)

کہ عقل کا ہونا تصرف کی اہلیت کے شرائط میں سے ہے۔
لہذا جس کی عقل میں کسی بھی وجہ سے خلل آجائے اسکی طلاق نہ ہوگی
حتی کہ جس نے بھنگ پی لی اور اس کی عقل میں خلل آگیا فقہاء احناف میں
سے امام طحاوی و امام کرخی کے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک اس کی طلاق
نہ ہوگی اور عام فقہاء احناف کے نزدیک اس کی عقل کے زوال کے باوجود اس
کی طلاق کا حکم محض اس لیے لگایا جائے گا کہ وہ آئندہ نشہ ترک کردے۔ راقم
کے نزدیک ہر مفتی صاحب پر لازم ہے کہ وہ صورت حال کا جائزہ لے کر فتوی
دے خاص کر جب کہ بچے بھی ہوں تو اس صورت میں طلاق نہ دینے کا فتوی
دینا زیادہ بہتر ہے۔ ایسی صورت میں اس سے توبہ کرا کر آئندہ نشہ نہ کرنے کی
ضمانت لے کر امام طحاوی و امام کرخی اور امام شافعی کے قول پر فتوی دیا جائے
تا کہ اس کے بچوں کا مستقبل خراب نہ ہوجائے۔

طلاق سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے

ایک حدیث میں ہے۔

''تَزَوَّجُوا وَلَا تُطَلِّقُوا فَاِنَّ الطَّلَاقَ يَهْتَزُّ (مِنْهُ) الْعَرْشُ''

(بدائع الصنائع ۳/ ۹۹، قرطبی ۸.۱۴۹، تاریخ بغداد
للخطیب ۱۲۔ ۱۹۱، الکامل لابن عدی ۵/ ۱۷۶۴)

ترجمہ:۔

''نکاح کرو اور طلاق نہ دو کہ بلاشبہ طلاق سے عرش ہل جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ طلاق اس قدر ناپسندیدہ چیز ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی ہل جاتا ہے۔ جب طلاق اس قدر سخت ناپسندیدہ چیز ہے تو جہاں تک ممکن ہو اس کے حق میں فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے اور اس سے فریقین کو بچانے کی جس قدر بھی کوشش ہو سکے کرنی چاہیے اور اس سے بچاؤ کا جو راستہ بھی شریعت میں ممکن نظر آئے اسے اختیار کرنا چاہیے تا کہ ایک گھرانا اور اس گھرانے سے تعلق رکھنے والے لوگ برباد نہ ہو جائیں اور بچے دربدر نہ ہو جائیں۔''

حضور ﷺ کی ہدایات

اس سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ کی ہدایات ملاحظہ کیجئے کہ آپ ﷺ لوگوں کو طلاق کی بربادیوں سے کیسے بچاتے تھے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

''اِنَّ ھٰذَا الدِّیْنَ یُسْرٌ''

(صحیح البخاری کتاب الایمان ۱/۱۰، نسائی کتاب الایمان ۲/۲۶۲، مسند امام احمد ۵/۶۹)

''کہ بے شک یہ دین آسان ہے۔ اس میں مشکلات نہیں آسانیاں ہیں۔''

دوسری حدیث میں ہے

''بَشِّرَا وَیَسِّرَا وَعَلِّمَا وَلَا تُنَفِّرَا''

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ ۲/۱۶۷)

کہ لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور ان کے لیے دین کو آسان کرو اور ان کو دین کی تعلیم دو اور انہیں دین سے متنفر نہ کرو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

''یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا''

''کہ دین کو آسان کر کے پیش کرو اور اسے مشکل کر کے پیش نہ کرو خوشخبری دو نہ کہ لوگوں کو اس سے متنفر کرو۔''

(صحیح البخاری کتاب المغازی ۲/۲۲۲)

ایک ایسے شخص کی طلاق جو شدید غصہ سے بے قابو ہو کر طلاق کہہ دیتا ہے کو واقع کر دینا دین کو مشکل بنانا ہے۔ جس سے حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا۔

غصہ کی شدت عقل کو کم کر دیتی ہے

بلاشبہ غصہ کی شدت عقل کو کم کر دیتی ہے جب کہ طلاق جیسے مسئلہ میں جو انتہائی حساس اور نازک ہے عقلِ تام و عقل کامل و معتدل اور ممیز (کھرے کھوٹے اور نفع و نقصان میں تمیز کرنے والی) ہونی چاہیئے۔

عقلِ ممیز

عقل ممیز وہ ہے جو نفع ونقصان میں تمیز کر سکے یہی وجہ ہے کہ عاقل غیر بالغ بچے اور مجنون کی طلاق نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب جو درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہے۔ یعنی کنز الدقائق اس کی شرح کشف الحقائق میں ہے۔

''لا (طَلَاقَ الصَّبِیِّ وَالْمَجْنُوْنِ) لِاَنَّ الاَهْلِیَّةَ بِالْعَقْلِ الْمُمَیِّزِ وَهُمَا عَدِیْمَانِ''

(ج ا ص ۱۸۹)

ترجمہ:۔

''کہ بچے اور جنونی کی طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ ان میں وہ عقل نہیں جس سے وہ اپنے نفع ونقصان کی تمیز کر سکیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی کسی بھی سبب سے ایسی کیفیت ہو جائے کہ اس میں عقل ممیز باقی نہ رہے یعنی ایسی عقل نہ رہے جس سے وہ اپنے نفع ونقصان کا احساس کر سکے اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور اس میں شک نہیں کہ شدید غصہ والے کی عقل ممیز بھی باقی نہیں رہتی۔ یہ جو بعض کتابوں میں ہے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے یا بالکل جاتی رہے اس سے مراد غصہ کی انتہائی کیفیت ہے یا اس مطلق عقل کا زائل ہونا یا جانا مراد نہیں ہے بلکہ اس سے عقل

ممیز کا زائل ہونا مراد ہے جیسا کہ مصنف نے عقل ممیز کی قید لگائی اور صاحب فتح القدیر نے عقل تام کی قید لگائی مطلق عقل ہرگز مراد نہیں اور اگر مطلق عقل چلی جائے اور انسان مطلقاً اور بالکل لا یعقل ہو کر رہ جائے تو اس صورت میں اس کا جنون اعلیٰ مرتبہ کا جنون ہوگا جس میں بطریق اولیٰ طلاق نہ ہوگی چنانچہ شامی کے اشکال کے حوالہ سے گذرا ہے۔

علامہ وھبہ زحیلی ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں لکھتے ہیں:

''لا یَصِحُّ طَلَاقُ الْمَجْنُوْنِ وَمِثْلُهُ الْمُغْمٰی عَلَیْهِ وَالْمَدْهُوْشُ، وَهُوَ الَّذِیْ اِعْتَرَتْهُ حَالَةُ اِنْفِعَالٍ لَا یَدْرِیْ مَا یَقُوْلُ اَوْ یَفْعَلُ اَوْ یَصِلُ بِهِ الْاِنْفِعَالُ اِلٰی دَرَجَةٍ یَغْلِبُ مَعَهَا الْخَلَلُ فِیْ اَقْوَالِهِ وَاَفْعَالِهِ بِسَبَبِ فَرْطِ الْخَوْفِ اَوِ الْحُزْنِ اَوِ الْغَضَبِ لِقَوْلِهِ ﷺ لَا طَلَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ وَالْاِغْلَاقُ کُلُّ مَا یَسُدُّ بَابَ الْاِدْرَاکِ وَالْقَصْدِ وَالْوَعْیِ لِجُنُوْنٍ اَوْ شِدَّةِ غَضَبٍ اَوْ شِدَّةِ حُزْنٍ وَنَحْوِهَا (اِلٰی اَنْ قَالَ) اِنَّ طَلَاقَ الْغَضْبَانِ لَا یَقَعُ اِذَا اشْتَدَّ الْغَضَبُ الخ.''

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۷ص ۳۶۴/۳۶۵)

ترجمہ:۔

''مجنون (جنونی) اور اسی طرح بے ہوش اور مدہوش کی طلاق نہیں ہوتی اور مدہوش وہ ہے کہ وہ مغلوب العقل ہونے کی وجہ سے نہ جانے کہ وہ کیا

کہہ رہا ہے یا کیا کر رہا ہے (یہ جنون و مدہوشی کا اعلیٰ درجہ ہے) یا (اس سے کم درجہ کی) یہ کیفیت ہو جائے کہ زیادہ خوف یا غم یا غصہ کی وجہ سے اس کے اقوال وافعال میں خلل واقع ہو جائے (صحیح سوچ کا شعور نہ رہے اس کی طلاق نہ ہوگی) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لَا طَلَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ'' اور اغلاق انسان پر غالب آنے والی ہر وہ کیفیت ہے جو جنونی کیفیت یا غصہ کی شدت یا غم اور اسی طرح کے دوسرے اسباب کی وجہ سے انسان کا صحیح شعور صحیح قصد وضبط کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ اور غصے والے کی طلاق نہیں ہوتی جب کہ اس کا غصہ سخت ہو جائے۔''

الحمد للہ معلوم ہو گیا اور دلائل سے ثابت ہو گیا کہ شدید واشد غصہ میں دی گئی طلاق معتبر نہیں اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

لہذا زید اور اس کی بیوی صغریٰ کے درمیان نکاح قائم ہے۔ کیونکہ اس کی کیفیت اشد غصہ کی تھی۔ جو تیسرے درجہ کا غصہ ہے۔ جس میں انسان کا دماغ گھوم جاتا ہے اور وہ اپنے آپ پر قابو نہیں رکھتا۔ جنونی کیفیات میں دماغ گھومنا۔ سر چکرانا کانپنے لگ جانا ہے اپنے آپ کو برا کہنا بددعائیں اور گالیاں دیتے چلے جانا' توڑ پھوڑ کرنا، اپنے آپ کو مارنا پیٹنا دیوار سے سر ٹکرانا ۔دوسروں کو مارنا۔ اپنی بیوی کو مارنا، بچوں کو مارنا، مدہوش ہونا' یعنی عقل کا قائم

نہ رہنا یہ سب باتیں انتہائی شدید غصہ کی ہیں جو مختلف اسباب سے انسان پر طاری ہو جاتا ہے اور انسان کی عقل پر غالب آجاتا ہے۔

''المعتوہ''

احادیث میں ہے کہ ''معتوہ'' کی طلاق نہیں ہوتی اور معتوہ ''مغلوب العقل'' شخص کو کہا جاتا ہے۔

مغلوب العقل

چنانچہ بعض روایات میں ''المعتوہ'' کے بعد ''المغلوب علی عقلہ'' کے الفاظ بھی ہیں چنانچہ۔

۶ امام حافظ سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ م ۲۲۷ھ نے اپنی سنن میں سند کے ساتھ امام شعبی سے روایت کی انہوں نے فرمایا

''لَا یَجُوْزُ طَلَاقُ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِہٖ''

(۲۷۳/۱)

''جس کی عقل پر کوئی چیز غالب آجائے اس کی طلاق نہیں ہوتی۔''

۷ یہی امام حافظ سعید بن منصور اپنی سنن میں سند کے ساتھ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِابْنِ اٰدَمَ عَمَّا اَخْطَاَ وَعَمَّا

نَسِیَ وَعَمَّا اُکْرِہَ وَعَمَّا غُلِبَ عَلَیْہِ "

(سنن بن منصور ۱/۲۷۹)

ترجمہ:۔

"کہ اللہ عزوجل نے ابن آدم کے لئے درگذر فرمایا اس سے جو اس نے کوئی خطا کی اور اس سے جو وہ بھول ہوگیا اور اس سے جو اس سے زبردستی کرائی گئی اور اس سے جو مغلوب العقل ہونے کی حالت میں اس سے سرزد ہوئی۔

اس سے واضح ہوا کہ کسی بھی سبب سے انسان کی عقل متاثر و مغلوب ہو جائے اس کی طلاق نہ ہوگی اس کی علامت یہ ہے کہ بعد میں اپنے کئے پر نادم ہوتا ہے نیز اگر اس نے بیوی کے سامنے اسے شدید غصہ میں طلاق دی تو اس کی بیوی بھی گواہی دیتی ہے کہ واقعی اس نے سخت غصہ میں طلاق دی ہے اگر بیوی موجود نہ ہو تو کوئی اور دو گواہ ہوں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو اس کے سخت غصہ کی کیفیت کی گواہی دیں جس میں اس نے طلاق دی اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرائن کا ا رشوہر کی قسم کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ جب کہ گواہ نہ ہوں اور عورت بھی سامنے نہ ہو یا سامنے ہو مگر وہ خاوند کے شدید غصہ کے ہونے کو تسلیم نہ کرے اور خاوند کی قسم کا مطالبہ کرے تو شوہر پر قسم ہوگی۔ لیکن اگر عورت اس طلاق کے بعد ہر صورت علیحدگی چاہتی ہو اور اس بات کو تسلیم نہ کرے کہ طلاق شدید غصہ میں ہوئی تو عورت کو مجبور نہیں کیا جائے گا پھر طلاق ہو جانے کا

فتوی دیا جائے گا۔"

بہر صورت عورت کا حق ملحوظ رکھا جائے گا ہاں اگر وہ فتوی کی بنا پر اپنے گھر پر بسنے کو تیار ہو تو اس صورت میں شدید غصہ میں دی گئی طلاق کو کالعدم ٹھیرایا جائے گا۔

۸ چنانچہ صحیح ترمذی کے باب الطلاق واللعان میں

"مَا جَاءَ فِی طَلَاقِ الْمَعْتُوہِ"

کے عنوان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوہِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِہٖ"

(جامع ترمذی ۱/۱۴۲)

ترجمہ:۔

"کہ ہر طلاق ہو جاتی ہے سوائے معتوہ کی طلاق کے یعنی جس کی عقل پر شدید بوڑھاپے یا رنج وغم یا صدمہ جیسی کسی چیز نے غلبہ کر لیا ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ امام ترمذی اس کے بعد فرماتے ہیں"

"وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیْرِھِمْ اَنَّ طَلَاقَ الْمَعْتُوہِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِہٖ لَا یَجُوْزُ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ مَعْتُوْھًا یُفِیْقُ الْاَحْیَانَ فَیُطَلِّقُ فِیْ حَالِ اِفَاقَتِہٖ"

(صحیح ترمذی ۱۔۱۴۲۔۱۴۳)

ترجمہ:۔

''یعنی حضور اکرم ﷺ کے صحابہ وغیرھم میں سے اہل علم حضرات کا اسی پر عمل ہے کہ معتوہ جس کی عقل پر کسی چیز (غصہ وغیرہ) کا غلبہ ہو جائے اس کی طلاق نہیں ہوتی مگر جب وہ افاقہ میں ہو (نارمل ہو) اور طلاق دے تو طلاق ہو جائے گی۔''

اور واضح ہو کہ غلبہ بھی مطلق ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ بہر صورت غلبہ ہی تصور ہوگا۔ غلبہ کی کوئی حد نہیں ہے اس صورت میں طلاق نہ ہوگی۔ فتاوی در مختار میں ہے

'' لَا يَقَعُ طَلَاقُ الْمَجْنُوْنِ وَالْمَعْتُوْهِ مِنَ الْعِتَهِ وَهُوَ اِخْتِلَالٌ فِى الْعَقْلِ وَالْمَدْهُوْشِ وَفِى الْقَامُوْسِ دَهَشَ الرَّجُلُ تَحَيَّرَ '' الخ

(الدر المختار ۱/۲۴۷)

ترجمہ:۔

''کہ مجنون اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور معتوہ عتہ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے عقل میں خلل واقع ہونا اور

مدہوش کی طلاق بھی نہیں ہوتی اور **قاموس** میں ہے کہ مدھوش کا معنی ہے ''حیران و سرگرداں شخص۔''

یعنی وہ جو حیران و سرگرداں ہو جائے جسے کچھ سوجھائی نہ دے اور اس پریشان حالی و سرگردانی کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو اس کی طلاق نہ ہوگی۔ معتوہ و مجنون میں فرق یہ ہے کہ مجنون، حالت جنون میں مار پیٹ کرتا اور گالیاں بکتا ہے مگر معتوہ ایسا نہیں کرتا بلکہ اس کی عقل میں خواہ مستقل یا وقتی طور پر کسی سبب سے کچھ کمی آ جاتی ہے اس حالت میں اس کی طلاق نہ ہوگی ہاں، جب افاقہ کی حالت میں ہوگا اور طلاق دے گا تب ہو جائے گی جیسا کہ صحیح ترمذی کے حوالہ سے گذرا۔ اور فتاویٰ شامی میں ہے۔

''وَصَرَّحَ الْاُصُوْلِيُّوْنَ بِاَنَّ حُكْمَهُ كَالصَّبِيِّ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فِى الْقَامُوْسِ دَهَشَ الرَّجُلُ تَحَيَّرَ اَوْ ذَهَبَ عَقْلُهُ حَيَاءً اَوْ خَوْفًا الخ۔''

(فتاوی شامی ج ۳ ص ۲۴۳)

ترجمہ:۔

''اور اصولیوں نے واضح کر دیا ہے کہ جس شخص کی عقل پر غصہ وغیرہ کسی بھی چیز کا غلبہ ہو جائے۔ طلاق نہ ہونے میں اس کا حکم وہی ہے جو نابالغ بچے کا ہے جیسے اس کی طلاق نہ ہوگی معتوہ کی بھی نہ ہوگی۔''

فتاوی درمختار میں ہے:۔

'' لَوْ زَالَ عَقْلُهُ بِالصُّدَاعِ اَوْ بِمُبَاحٍ لَمْ يَقَعْ ''

(الدر المختار ۱/۳۴۶)

ترجمہ:۔

'' کہ اگر سر کے درد کی وجہ سے کسی جائز چیز کے کھا پی لینے سے اس کی عقل ٹھکانے پر نہ رہی اور اس حال میں اس نے طلاق دے دی تو اس کی طلاق نہ ہوگی۔

علامہ شامی فرماتے ہیں اسی طرح دوا کی نیت سے بھنگ یا افیون استعمال کی اور نشہ ہو گیا عقل پر نشہ نے غلبہ کر لیا تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

(شامی ج ۳/۲۴۰)

معلوم ہوا کہ کسی بھی وجہ سے عقل درست طور پر نہ رہے اس کی طلاق نہ ہوگی۔ '' زَالَ عَقْلُهُ '' سے مراد عقل کا اپنے ٹھکانے پر نہ رہنا اور اس کی صحیح سوچ و فکر کا باقی نہ رہنا ہے زوال سے بالکل عقل کا جاتے رہنا مراد نہیں ہے ورنہ تو وہ مجنون کہلائے گا نہ کہ معتوہ کیونکہ دونوں میں فرق ہے۔

غصہ میں طلاق نہیں ہوتی

(۹) سنن ابوداؤد میں:۔

'' اَلطَّلَاقُ عَلٰی غَيْظٍ ''

'' غصہ میں طلاق ''

کے عنوان کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا

'' لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ ، قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ اَلْغِلَاقُ اَظُنُّهُ فِی الْغَضَبِ ''

(سنن ابو دانود ۱/۳۰۵)

ترجمہ:۔

'' غصہ میں کوئی طلاق اور عتاق (غلام کا آزاد ہونا) نہیں یعنی غصہ میں طلاق نہیں ہوتی اور نہ ہی غلام آزاد ہوتا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا میرا گمان غالب ہے کہ غلاق (واغلاق) سے مراد یہ ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی۔''

سنن ابوداؤد شریف میں اسی حدیث کے تحت بین السطور میں ہے۔

'' وَنَصَّ عَلَيْهِ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقِيْلَ الْاِكْرَاهُ وَقِيْلَ اِنَّهُ يَعُمُّ الْغَضَبَ وَالْجُنُوْنَ ''

(سنن ابو دانود ۱/۳۰۵)

ترجمہ:۔

'' اور امام احمد نے اس پر نص کر دی کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی اور کہا گیا ہے کہ اغلاق سے مراد اکراہ (زبردستی کرنا) ہے اور کہا گیا ہے کہ ''

اغلاق ''غصہ اور جنون دونوں کو شامل ہے۔''

یعنی غصہ اور جنون دونوں میں طلاق نہ ہوگی کیونکہ غصہ بھی ایک طرح کا جنون ہی ہے جیسے کہ فقہائے کرام فرماتے ہیں ''اَلْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ'' کہ غصہ کی کئی ایک قسمیں اور کئی درجے ہیں۔

(۱۰) اسی طرح ابن ماجہ شریف میں ہے

''لَاطَلَاقَ وَلَاعِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ''

(سنن ابن ماجہ ۱۴۸)

ترجمہ:۔

''غصہ میں نہ طلاق ہے نہ عتاق''

(۱۱) مسند امام احمد بن حنبل میں ہے

''لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ''

(مسند امام احمد ۲/۲۷۶)

ترجمہ:۔

''کہ غصہ میں نہ طلاق ہے اور نہ عتاق''

(۱۲) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کی کتاب الطلاق میں فرماتے ہیں۔

''بَابُ الطَّلَاقِ فِی الْاِغْلَاقِ وَالْکُرْہِ الخ''

کہ یہ باب ہے غصہ کی اور زبردستی کی طلاق میں اس کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''وَقَوْلُ الْبُخَارِیِّ وَالْکُرْہُ بِضَمِّ الْکَافِ وَسُکُوْنِ الرَّاءِ وَفِیْ عَطْفِہٖ عَلَی الْاِغْلَاقِ نَظَرٌ اِلَّا اِنْ کَانَ یَذْھَبُ اِلٰی اَنَّ الْاِغْلَاقَ الْغَضَبُ.''

ترجمہ:۔

اور امام بخاری کا قول '' والکُرہ'' کاف کے پیش اور را کی جزم کے ساتھ ہے اور الکرہ کے ''الاغلاق'' پر عطف میں نظر ہے مگر یہ کہ اگر اس طرف جایا جائے کہ ''اغلاق'' غضب کے معنی میں ہے (تو عطف صحیح ہے)

(فتح الباری ۹/۳۱۹۔۳۲۰)

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الطلاق میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعض فقہاء نے ''اغلاق'' کا یہ معنی بھی مراد لیا ہے کہ تینوں طلاقیں اکٹھے دے دینا کہ کوئی طلاق باقی نہ رہے پھر حدیث کا معنی یہ ہوا کہ ایسی طلاق کوئی طلاق نہیں جیسا کہ بعض اہل علم سنت کے طریقہ سے ہٹ کر طلاق کا اعتبار ہی نہیں کرتے امامیہ (امام داؤد بن علی الاصبھان المعروف ظاہری بڑے فقیہ مجتہد، محدث اور حافظ قرآن وحدیث تھے یہ احکام شریعہ میں قیاس کرنے کے قائل نہ تھے۔ فرماتے تھے کہ صرف قرآن وسنت

سے جو ظاہری بات معلوم ہوتی ہو ہمیں اس پر عمل کرنا چاہئے م ۲۷ھ امام عبدالوھاب شعرانیؒ نے ان کو بھی اہل حق میں سے شمار کیا ہے) وظاہریہ وامام حافظ ابن تیمیہ وحافظ ابن القیم اور علماء کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے کہ اس کی تائید میں وہ حدیث شریف پیش کی جاتی ہے جسے امام احمد وامام ابوداؤد وامام نسائی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا انہوں نے اپنی بیوی کو خلاف طریقہ سنت حیض کی حالت میں طلاق دی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

'' فَرَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا ''

کہ اس طلاق کو رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر واپس لوٹا دیا اور اسے کوئی چیز قرار نہ دیا۔ یہ حدیث اگرچہ صحیح ہے تاہم جمہور فقہاء اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس طلاق کو مانع از رجوع قرار نہ دیا۔ لیکن ہمارے نزدیک اگر اغلاق سے تین طلاقوں کا بیک وقت دینا مراد ہو تو اس میں جو لائے نفی ہے وہ لائے نہی کے معنی میں ہوگا یعنی آپ نے بیک وقت تین طلاق دینے سے منع فرمایا لیکن اس کے بعد جو عتاق کی بھی نفی ہے وہ ''اغلاق'' سے ایک وقت میں تین طلاقیں دینے والے معنی مراد لینے میں مانع ہے۔

۱۳ امام حاکم ''المستدرك میں سند کے ساتھ حدیث لاتے ہیں''

'' لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ ''

کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی اور نہ ہی عتاق ہے (غصہ میں غلام آزاد کرنا) امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث علی شرط مسلم صحیح ہے۔

(المستدرك للحاكم ۲/۱۹۸)

اغلاق کا معنی

علامہ امام جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف حنفی زیلعی رحمۃ اللہ علیہ م ۷۶۲ھ نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ میں فرماتے ہیں۔

'' قَالَ اَبُوْ دَاوٗد اَظُنُّهُ الْغَضَبَ يَعْنِیْ لَا غِلَاقَ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیِ قَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ الاِغْلَاقُ الاِكْرَاهُ وَقَدْ فَسَّرَ اَحْمَدُ اَيْضًا بِالْغَضَبِ قَالَ شَيْخُنَا وَالصَّوَابُ اَنَّهُ يَعُمُّ الاِكْرَاهَ وَالْغَضَبَ وَالْجُنُوْنَ وَكُلَّ اَمْرٍ اِنْغَلَقَ عَلٰى صَاحِبِهٖ عِلْمُهٗ وَقَصْدُهٗ مَاخُوْذٌ مِنْ غَلْقِ الْبَابِ وَاسْتَدَلَّ عَلَيْهِ بِحَدِيْثِ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَا وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ''

(نصب الراية ۳/۲۲۳)

ترجمہ:۔

''امام ابوداؤد نے فرمایا کہ اغلاق کا معنی غصہ ہے ابن الجوزی نے فرمایا کہ امام ابن قتیبہ نے کہا اغلاق کا معنی جبر کرنا ہے۔ اور ہمارے (صاحب

نصب الرایۃ کے) شیخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ لفظ اغلاق جبر کرنے، غصہ اور جنون (ان کے علاوہ) ہر اس چیز کو بھی شامل ہے جو انسان پر صحیح شعور و صحیح سوچ اور صحیح قصد اور ارادہ کا دروازہ بند کردے یہ "مغلق الباب" سے ماخوذ ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اس حدیث کو دلیل قرار دیا کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت سے لغزش (غیر ارادی غلطی) بھول چوک اور جس پر اسے مجبور کیا جائے اٹھالئے گئے۔" (کہ اس پر ان کی باز پرس نہ ہوگی)

یہی وجہ ہے کہ امام ابوداؤد کے عنوان میں کہیں "الطلاق علی غلط" کا لفظ ہے اور کہیں "علی غیظ" کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان سے غصہ میں طلاق دینے کی غلطی ہو جائے تو وہ طلاق نہ ہوگی۔

چنانچہ علامہ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی غایۃ المقصود شرح ابی داؤد میں لکھتے ہیں:۔

"قَالَ فِیْ فَتْحِ الْوَدُوْدِ وَقَعَ فِیْ بَعْضِ النُّسَخِ "عَلٰی غَیْظٍ" بَدَلُ قَوْلِهٖ "عَلٰی غَلَطٍ" اَیْ فِیْ حَالَةِ الْغَضَبِ وَهٰکَذَا فِیْ کَثِیْرٍ مِنَ النُّسَخِ وَفِیْ بَعْضِهَا "عَلٰی غَلَطٍ" فَالْمَعْنٰی فِیْ حَالَةٍ یَخَافُ عَلَیْهِ الْغَلَطُ وَهِیَ حَالَةُ الْغَضَبِ"

ترجمہ:۔

"یعنی فتح الودود شرح ابوداؤد میں (مصنف نے) کہا ہے کہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں علی غلط کی بجائے "علی غیظ" کا لفظ ہے یعنی غصہ کی حالت میں اور بہت سے نسخوں میں اسی طرح ہے اور بعض نسخوں میں "علی

غلط" ہے معنی یوں ہوگا کہ غصہ کی حالت میں انسان سے طلاق دینے کی غلطی ہو سکتی ہے اس صورت میں طلاق نہ ہوگی۔"

(عون المعبود شرح ابی داؤد ۵/۲۶۱)

فقہ حنفی میں

الفقہ علی المذاہب الاربعۃ میں ہے

"وَالتَّحْقِیْقُ عِنْدَ الْحَنَفِیَّةِ اَنَّ الْغَضْبَانَ الَّذِیْ یُخْرِجُهُ غَضَبُهُ عَنْ طَبِیْعَتِهٖ وَعَادَتِهٖ بِحَیْثُ یَغْلِبُ الْهَذَیَانُ عَلٰی اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ فَاِنَّ طَلَاقَهُ لَا یَقَعُ وَاِنْ کَانَ یَعْلَمُ مَا یَقُوْلُ وَیَقْصُدُ لِاَنَّهُ یَکُوْنُ فِیْ حَالَةٍ یَتَغَیَّرُ فِیْهَا اِدْرَاکُهُ فَلَا یَکُوْنُ قَصْدُهُ مَبْنِیًّا عَلٰی اِدْرَاکٍ صَحِیْحٍ فَیَکُوْنُ کَالْمَجْنُوْنِ لِاَنَّ الْمَجْنُوْنَ لَا یَلْزَمُ اَنْ یَکُوْنَ دَائِمًا فِیْ حَالَةٍ لَا یَعْلَمُ مَعَهَا مَا یَقُوْلُ فَقَدْ یَتَکَلَّمُ فِیْ کَثِیْرٍ مِنَ الْاَحْیَانِ بِکَلَامٍ مَعْقُوْلٍ ثُمَّ لَمْ یَلْبَثْ اَنْ یَهْذِیَ."

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۴/۲۹۴-۹۹۵)

ترجمہ:۔

"حنفیہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ وہ غصہ والا شخص جسے اس کا غصہ اس کی طبیعت اور عادت سے اس طرح باہر کردے کہ اس کی باتوں اور اس کے کاموں پر بے مقصدیت غالب آجائے اس کی طلاق واقع نہ ہوگی

اگر چہ وہ جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور ارادہ سے ہی کہتا ہو کیونکہ وہ ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ جس میں اس کا ادراک یعنی سوجھ بوجھ میں تغیر اور تبدیلی آجاتی ہے لہذا اس کا قصد وارادہ صحیح شعور وصحیح ادراک پر مبنی نہیں ہوتا پس وہ (مجنون ودیوانہ تو نہیں ہوتا لیکن وقتی طور پر) مجنون کی طرح ہو جاتا ہے' کیونکہ ضروری نہیں کہ مجنون ہمیشہ ویسی حالت میں رہے کہ جو کہے اسے اس کا پتہ نہ ہو بلکہ بعض اوقات میں وہ معقول (عقل مندوں کی طرح) باتیں کرتا ہے پھر اوٹ پٹانگ مارنا شروع کر دیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ احناف کے نزدیک انسان کی بہت غصہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

فتاویٰ خیریہ میں امام خیر الدین الرملی الحنفی م ۱۰۸۱ھ سے سوال ہوا اور اس کا جو جواب آپ نے ارشاد فرمایا قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

سوال؟

"(سُئِلَ) فِيمَا إِذَا كَانَ يَفْعَلُ أَفْعَالَ الْمَجَانِينَ فِي الْأَحَايِينَ حَتّٰى صَارَ إِلٰى حَالَةٍ حَكَمَ الْحَاكِمُ الشَّرْعِيُّ بِحَبْسِهِ بِالْبِيمَارِسْتَانِ وَلَمْ يَثْبُتْ بِهِ جُنُونٌ هَلْ يَكُونُ بِذٰلِكَ مَعْتُوهًا فَإِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فِي خِلَالِ ذٰلِكَ يَقَعُ طَلَاقُهُ أَمْ لَا يَقَعُ؟

(الفتاوى الخيرية بهامش الفتاوى الحامدية ۱/ ۶۲)

ترجمہ:۔

''امام خیر الدین رملی حنفی سے اس صورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایک شخص بعض اوقات پاگلوں والے کام کرنے لگ جاتا ہے حتی کہ حاکم شرعی نے اسے ہسپتال میں ٹھہرانے کا حکم دیا ہو مگر طبی معائنہ سے اس کا پاگل پن ثابت نہ ہوا تو کیا وہ شخص معتوہ قرار پائے گا (معتوہ وہ ہے جس کی عقل پر کبھی کوئی بھی چیز غلبہ پالے جیسے غصہ وغم وانتہائی حیا اور خوف وغیرہ اور اس حال میں اس کے شعور میں اور سمجھ بوجھ میں کمی آجائے) تو کیا جب وہ اس حال میں طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہ؟''

جواب۔

"(أَجَابَ) إِنْ كَانَ حِينَ يَلِمُّ بِهِ لَا يَسْتَقِيمُ كَلَامُهُ وَأَفْعَالُهُ إِلَّا نَادِرًا وَيَضْرِبُ وَيَشْتِمُ فَهُوَ الَّذِي بِهِ جُنُونٌ وَإِنْ كَانَ قَلِيلَ الْفَهْمِ مُخْتَلِطًا فَاسِدَ التَّدْبِيرِ لٰكِنْ لَا يَضْرِبُ لَا يَشْتِمُ فَهُوَ الْمَعْتُوهُ وَعَلٰى كُلٍّ فَلَا يَقَعُ طَلَاقُهُ حَالَتَئِذٍ إِذَا الْمُصَرَّحُ بِهِ عَدَمُ وُقُوعِ طَلَاقِ الْمَجْنُونِ وَالْمَعْتُوهِ وَالْمُبَرْسَمِ وَالْمَدْهُوشِ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالْمَصْرُوعِ بِهِ فِي حَالَةِ نُزُولِ ذٰلِكَ فَلَوْ عُرِفَ بِهِ الْجُنُونُ مَرَّةً فَقَالَ عَاوَدَنِي الْجُنُونُ فَتَكَلَّمْتُ بِذٰلِكَ وَأَنَا مَجْنُونٌ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ مَعَ يَمِينِهِ وَإِنْ لَمْ يُعْرَفْ بِالْجُنُونِ مَرَّةً لَا يُقْبَلُ قَوْلُهُ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ

"(واللہ اعلم)"

(الفتاوی الخیریة بھامش الفتاوی الحامدیة ۱/۶۳)

ترجمہ:۔

"تو آپ نے جواب دیا کہ اگر اس وقت جب یہ کیفیت اس پر آتی ہے اس کی باتیں اور اسکے کام زیادہ تر نارمل نہیں ہوتے اور وہ مارتا اور گالیاں دیتا ہے۔ تو وہ شخص جنونی شخص ہے یعنی اس کا حکم مجنون کا ہوگا اور اگر کوئی ایسا ہو کہ کسی وجہ سے اس کی سمجھ میں کمی آجاتی ہے اور صحیح سوچ قائم نہیں رہتی اس سے صحیح اور غلط دونوں باتیں سرزد ہو جاتی ہیں لیکن اس حال میں وہ نہ مارتا ہے اور نہ ہی گالیاں دیتا ہے تو وہ معتوہ ہے (محض مغلوب العقل ہے) ہر حال جب اس کی یہ کیفیت ہو تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ فقہاء کی طرف سے واضح کر دیا گیا ہے کہ جنونی کی اور معتوہ کی جس کے فہم وعقل میں کسی وجہ سے کم آجائے اس کی اور مبرسم کی یعنی جنون جیسی کسی اور علت والے کی اور مدہوش کی یعنی جو کسی غم وغصہ یا رنج ومصیبت وغیرہ میں مبتلا ہو کر حیران وسرگرداں ہو جائے اور اسکی سمجھ صحیح کام نہ کر رہی ہو اور بے ہوش کی اور جس پر کوئی دماغی یا اعصابی دورہ پڑا ہو اس حالت میں ان میں سے کسی کی بھی طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی جنونی کیفیت میں معروف ہو جائے لوگ جان لیں کہ غصہ وغیرہ کی وجہ سے اس پر جنونی کیفیت آجاتی ہے اور وہ اس حال میں طلاق وغیرہ کا کام

کر گزرے پھر کہے کہ میں تو اسی کیفیت میں تھا اور اسی حال میں مجھ سے یہ بات سرزد ہوئی اور میں اس وقت جنون میں تھا تو اس کی قسم لے کر اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر وہ جنونی کیفیت میں معروف ومشہور نہیں تو اس کی بات گواہوں کے ساتھ ہی معتبر ہوگی جو گواہی دیں گے کہ اس نے جب طلاق دی اس وقت اس پر یہی جنونی کیفیت سوار تھی (واللہ اعلم)"

اس کے بعد فتاوی خیریہ میں ہے کہ امام خیر الدین رملی سے پوچھا گیا کہ

"فِیْ رَجُلٍ عُرِفَ بِالْجُنُوْنِ مَرَّةً طَلَّقَ زَوْجَتَهُ ثَلَاثًا وَاعْتَرَفَ لَدَیْ قَاضٍ وَ كَتَبَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اعْتَرَفْتُ لِاَنِّیْ تَوَهَّمْتُ وُقُوْعَ الطَّلَاقِ الَّذِیْ تَكَلَّمْتُ بِهٖ فِی الْجُنُوْنِ هَلْ يُصَدَّقُ اَمْ لَا ؟"

ترجمہ:۔

"ایک شخص جنونی مشہور ہے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور قاضی کی عدالت میں تسلیم کیا کہ اس نے تین طلاقیں دی ہیں اور قاضی نے اس کے خلاف طلاق ہو جانے کا فیصلہ لکھ دیا پھر وہ بولا کہ اس نے طلاق کا اعتراف اس لیے کیا تھا کہ اس کے وہم میں آیا تھا کہ اس نے جنونی حالت میں جو طلاق دی ہے شاید وہ ہو چکی ہے۔ (جب کہ اس حالت میں طلاق نہیں ہوئی تھی اس نے غلط فہمی سے اس کا اعتراف کیا لہذا طلاق کا فیصلہ واپس لیا جائے) کیا عدالت اس کی بات کو مان لے گی اور طلاق کا فیصلہ واپس لے۔ لے

گی؟"

"(اجاب) اَنَّ الْمَجْنُوْنَ وَالْمُبَرْسَمَ فِیْ عَدَمِ وُقُوْعِ الطَّلَاقِ سِوَاءٌ فَاِذَا عُلِمَتْ ذٰلِکَ قَالَ فِی الْخَانِیَۃِ لَوْ طَلَّقَ الْمُبَرْسَمُ اِمْرَئَتَہٗ فَلَمَّا صَحَّ قَالَ قَدْ طَلَّقْتُ اِمْرَءَتِیْ اِنْ رَدَّہٗ اِلٰی حَالَۃِ الْبَرْسَامِ وَقَالَ قَدْ طَلَّقْتُ اِمْرَءَتِیْ فِیْ حَالَۃِ الْبَرْسَامِ فَالطَّلَاقُ غَیْرُ وَاقِعٍ اِنْ لَّمْ یَرُدَّہٗ اِلٰی حَالَۃِ الْبَرْسَامِ یَقَعُ قَضَاءً"

(فتاوی الخیریۃ بھامش الفتاوی الحامدیۃ ۱/۶۳-۶۴)

ترجمہ:۔

"بلاشبہ جنونی کی اور جسے جنون کی طرح کی کسی دماغی بیماری کا دورہ پڑتا ہو دونوں طلاق کے واقع نہ ہونے میں برابر ہیں فتاوی خانیہ میں ہے کہ اگر ایسے دماغی دورہ پڑنے والے نے (اور اسی قسم کے لوگوں میں سے جن میں کسی بھی وجہ سے عقل سے سوچنے کی قوت باقی نہ رہے) طلاق دے دی پھر جب درست ہوا (نارمل ہوا) کہا کہ میں تو اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھا ہوں۔ اگر اس نے طلاق دینے کی نسبت اپنی اس خاص جنونی کیفیت کی طرف کی کہ میں نے اس حالت میں ہی طلاق دی تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔"

(کیونکہ اس صورت میں یہ خبر طلاق ہے انشاء طلاق نہیں ہے)

اور اگر اس نے اپنی اس کیفیت کے حوالہ سے طلاق کا ذکر نہ کیا تو ایک

نئی طلاق ہو کر قضاء (یعنی عدالت کی رو سے) طلاق ہو جائے۔گی یعنی اگر اس کی بیوی اس کیس کو عدالت میں لے جائے تو قاضی طلاق کا ہی فیصلہ دے گا اور اگر عدالت میں نہ لے جائے تو کچھ نہیں ہوگا۔

یہی حال زید کا ہے اسے جنونی غصہ آنے کی عادت پہلے سے ہی بنی ہوئی ہے جس کا ذکر راقم سے اس کی بیوی صغریٰ اور صغریٰ کے بھائی ڈاکٹر شاہد صاحب نے کیا اور اس کے سسر ظریف الدین صاحب نے بھی فرمایا کہ غصہ میں توڑ پھوڑ کرنا اس کی عادت ہے تو معلوم ہوا، ایسی صورت میں زید کا اسقدر کہہ دینا بھی بغیر گواہوں کے کافی ہوگا کہ جب اس نے طلاق دی تو وہ نارمل نہ تھا بہت غصہ میں تھا اور اسے اس بات کا افسوس ہے۔

غصہ کی تین قسمیں

السید السابق "فقه السنة" میں لکھتے ہیں۔

"اَلْغَضَبُ عَلٰی ثَلَاثَۃِ اَقْسَامٍ"

یعنی غصہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱ مَا یُزِیْلُ الْعَقْلَ فَلَا یَشْعُرُ صَاحِبُہٗ بِمَا قَالَ وَھٰذَا لَا یَقَعُ طَلَاقُہٗ بِلَا نِزَاعٍ۔

۲ مَا یَکُوْنُ فِیْ مُبَادِئِہٖ بِحَیْثُ لَا یَمْنَعُ صَاحِبَہٗ

مِنْ تَصَوُّرِ مَا يَقُوْلُ وَقَصْدِهٖ فَهٰذَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ.

۳ اَنْ يَّسْتَحْكِمَ وَيَشْتَدَّ بِهٖ فَلَا يَزِيْلُ عَقْلَهٗ بِالْكُلِّيَّةِ وَلٰكِنَّهٗ يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نِيَّتِهٖ بِحَيْثُ يَنْدَمُ عَلٰى مَافُرِطَ مِنْهُ اِذَا زَادَ فَهٰذَا مَحَلُّ نَظَرٍ وَعَدَمُ الْوُقُوْعِ فِىْ هٰذِهِ الْحَالَةِ قَوِىٌّ مُتَّجِهٌ.

(فقه السنة ۲/۳۸۸)

۱۔ ایک یہ کہ غصہ اتنا زیادہ ہو کہ عقل انسانی قائم نہ رہے اور انسان کو پتہ ہی نہ ہو کہ اس نے کیا کہا بہ اتفاق جمیع فقہاء یعنی تمام فقہاء کے نزدیک اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

۲۔ دوسرا غصہ ابتدائی درجہ کا ہے کہ انسان جو کہہ رہا ہوتا ہے وہ پوری طرح سمجھتا ہے اس میں طلاق ہو جاتی ہے۔

۳ تیسرا درمیانہ درجہ کا غصہ ہے جو سخت ہوتا ہے اور وہ انسان کی عقل پر غالب آجاتا ہے مگر انسانی عقل قائم رہتی ہے لیکن دل کی نیت وارادہ کے بغیر محض شدتِ غصہ سے طلاق سرزد ہو جاتی ہے وہ

اپنے آپ پر قابو نہیں پا رہا ہوتا پھر طلاق سرزد ہونے کے بعد نادم ہوتا ہے افسوس کرتا ہے۔ یہ صورت غور طلب ہے۔ اس حالت میں قوی اور معقول بات یہ ہے کہ طلاق نہ ہو گی۔

الحمد للہ سید سابق صاحب نے بھی اس بات کی تائید فرمادی ہے کہ شدید غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہ ہو گی۔

علامہ شامی

تیرھویں صدی کے عظیم محقق جن کو فقہاء کرام خاتمۃ المحققین کا خطاب دیتے ہیں یعنی علامہ سید محمد امین المعروف علامہ ''ابن عابدین'' الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی ۱۲۵۲ھ اپنے مشہور فتاوی رد المحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں جس کو عام طور پر فتاوی شامی بھی کہا جاتا ہے۔

اسی فتاوی شامی میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''معتوہ'' جس کی عقل پر کسی چیز کا غلبہ ہو گیا ہو اس کے قول (طلاق وغیرہ) کا اعتبار نہیں اس کے باوجود یہ ضروری نہیں کہ اس کی عقل اس حد تک مغلوب ہو کہ باقی نہ رہے اور جو کہے اسے اس کا پتہ تک نہ ہو بے شک اسے پتہ بھی ہو (تب بھی اس کی طلاق نہ ہو گی) پھر لکھتے ہیں

''وَالَّذِىْ يَظْهَرُ لِىْ اَنَّ كُلًّا مِّنَ الْمَدْهُوْشِ وَالْغَضْبَانِ لَايَلْزَمُ فِيْهِ اَنْ يَّكُوْنَ بِحَيْثُ لَايَعْلَمُ مَا يَقُوْلُ بَلْ يَكْتَفِىْ فِيْهِ بِغَلْبَةِ الْهِذْيَانِ

وَاخْتِلَاطِ الْجِدِّ بِالْهَزْلِ كَمَا هُوَ الْمُفْتٰى بِهٖ فِي السَّكْرَانِ عَلٰى مَا مَرَّ وَلَا يُنَافِيهِ تَعْرِيفُ الدَّهَشِ بِذَهَابِ الْعَقْلِ فَإِنَّ الْجُنُونَ فُنُونٌ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَالَّذِي يَنْبَغِي التَّعْوِيلُ عَلَيْهِ فِي الْمَدْهُوشِ وَنَحْوِهٖ اِنَاطَةُ الْحُكْمِ بِغَلَبَةِ الْخَلَلِ فِي اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهِ الْخَارِجَةِ عَنْ عَادَتِهٖ وَكَذَا فِيمَنْ اخْتَلَّ عَقْلُهُ لِكِبَرٍ اَوْ لِمَرَضٍ اَوْ لِمُصِيبَةٍ فَاجَاَتْهُ فَمَا دَامَ فِي حَالِ غَلَبَةِ الْخَلَلِ فِي الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ لَا تُعْتَبَرُ اَقْوَالُهُ وَاِنْ كَانَ يَعْلَمُهَا وَيُرِيدُهَا لِاَنَّ هٰذِهِ الْمَعْرِفَةَ وَالْاِرَادَةَ غَيْرُ مُعْتَبَرَةٍ لِعَدَمِ حُصُولِهَا عَنْ اِدْرَاكٍ صَحِيحٍ كَمَا لَا تُعْتَبَرُ مِنَ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ.

(الفتاوی شامی ۳/۲۴۴)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"والذی یظهر لی الخ ."

ترجمہ:۔

"اور جو چیز میرے لیے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مدہوش ہو یا غضبان (بہت غصہ والا) خواہ کوئی ہوان دونوں میں ضروری نہیں کہ وہ ایسا ہو کہ جو کچھ کہے اسے اس کا علم ہی نہ ہو بلکہ اس میں اس قدر بھی کافی ہے کہ جب اس پر یہ دہش وغضب کی کیفیت آئے تو اس کیفیت میں اس سے غالباً بے مقصد اور صحیح وغلط ملی جلی باتیں (مثلاً گالی گلوچ لڑائی جھگڑا اور دوسری غیر عادی کیفیات محسوس ہوں یا غیر عادی حرکات) سرزد ہوں جیسا کہ نشے والے میں

اس کی طلاق کا نہ ہونا مفتی بہ قول ہے بنا برآں کہ گذرا اور دہش کی تعریف ذہاب عقل (عقل کے زائل ہونے) سے کرنا اس کے منافی نہیں (جو ہم نے کہا کہ لازم نہیں کہ معتوہ مدہوش وغضبان کو اس کا علم نہ ہو جو وہ کہہ رہا ہو الخ) "فان الجنون فنون" اس لیے کہ جنون کے بہت سے درجے ہیں (جس حالت میں اس کو اپنے کہے ہوئے کا علم نہ ہو وہ اعلیٰ درجہ کا جنون ہے جس میں بطریق اولی طلاق نہ ہوگی) اس لیئے بحرالرائق میں جنون کی تعریف اختلال عقل (عقل میں خلل پڑ جانے) سے کی ہے اور اس میں عتہ (معتوہ ہونا) برسام (دماغ واعصابی دورہ) اغماء (بے ہوشی) اور دہش (حیران وسرگرداں ہونا) سب کو داخل فرمایا۔ اور جو ہم نے کہا کہ بعض فقہاء کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے کہ عاقل (عقل مند) وہ ہے کہ جس کا کلام اور جس کا کام درست ہو مگر کبھی کبھار درست نہ ہو اور مجنون اس کے برعکس ہے نیز بعض مجنون ایسے بھی ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں انہیں پتہ ہوتا ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور بالارادہ کہتے ہیں اور جو اس کے حال سے ناواقف ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو عقل مند انسان ہے پھر اسی مجلس میں اس سے کوئی ایسی بات سرزد ہوتی ہے جو اس کی عقلمندی کے خلاف (جنون کی علامت) ہوتی ہے تو جب مجنون (بہ جنون کامل) حقیقتاً کبھی اس بات کو جانتا سمجھتا اور اس کا قصد کرتا ہے جو وہ کہتا ہے تو غیر مجنون (جو کامل درجہ کا مجنون نہیں ہے وہ) بطریق اولی (اس بات کو جانتا سمجھتا اور اس کا مقصد کرتا ہے جو وہ کہتا ہے) تو مدہوش وغیرہ کے بارے میں

جس بات پر بھروسہ کیا جائے وہ یہ ہے کہ طلاق نہ ہونے کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس کے عقل وشعور پر غصہ وغیرہ کا ایسا غلبہ ہو کہ اس سے اس کی عادت وطبیعت سے ہٹ کر باتیں اور کام سرزد ہوں اور اسی طرح اس شخص کے بارے میں بھی یہی فتوی ہے کہ اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی جس کی عقل وادراک اور شعور سوجھ بوجھ میں بوڑھاپے یا کسی بیماری یا اچانک پیش آجانے والی کسی مصیبت کی وجہ سے اس کی عقل میں خلل پڑ جائے کہ اس میں کمی آجائے تو جب تک اس کے اقوال وافعال میں خلل اور گڑبڑ باقی رہے ان کا اعتبار نہ کیا جائے اگرچہ وہ سب کچھ جان بوجھ کر اور اپنے ارادہ سے کرے کیونکہ اس حالت میں جو اس کا علم وارادہ اور جان پہچان ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ صحیح ادراک اور صحیح سوجھ بوجھ سے نہیں ہے جیسا کہ (نابالغ) عقلمند لڑکے کے اقوال وافعال کا اعتبار نہیں کیا جاتا''

الحمدللہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تو بالکل واضح فرمایا کہ جس شخص میں غصہ وغیرہ سے صحیح سوجھ بوجھ نہ رہے اگر وہ طلاق دے تو اس کی طلاق نافذ نہ ہوگی۔

شدید تر علامات غصہ

یادر ہے کہ غیر طبعی اور غیر عادی غصہ جسے شدید تر غصہ کہا جاتا ہے جس میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی کچھ علامات ہیں جو راقم نے

تجربہ سے اور مختلف لوگوں کے ذریعے معلوم کی ہیں وہ یہ کہ غصہ کے وقت دماغ گھوم جائے۔ جسم کانپنے لگے۔ ہاتھ یا ہونٹ کانپنے لگیں۔ یا دل تیز تیز دھڑکنے لگے اور زبان سے الفاظ کچھ درست نکلیں اور کچھ درست نہ نکلیں۔ خلاف عادت اونچا اونچا بولنے لگے اور شور مچادے۔ واویلا کرنے لگے۔ رونے پیٹنے لگے۔ بے تحاشہ گالیاں دینے لگ جائے رونے لگ جائے اپنے آپ کو پیٹنے لگے۔ کپڑے پھاڑنے لگے۔ چیزیں توڑنے لگے اس قسم کی عام حرکات یا بعض حرکات اس سے غصہ کی حالت میں سرزد ہوں یا محسوس ہوں تو یہ سخت تر غصہ ہے اس میں دی گئی طلاق کا اعتبار نہ ہوگا جب کہ اس کے بعد وہ نادم ہو افسوس کرے۔ اور بیوی سے راضی وخوش ہو جائے اور اپنے کیئے کو درست قرار نہ دے۔

البتہ شدید غصہ میں اختلاف ہے مگر علماء محققین کے نزدیک اس میں بھی طلاق نہ ہوگی جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی شامی کی عبارت مذکورہ سے واضح ہو رہا ہے۔

اس کے بعد علامہ شامی اس پر ایک اشکال وارد کر کے اس کا جواب دیتے اور اس حقیقت کو بے غبار کر دیتے ہیں کہ شدید غصہ اور اشد غصہ میں طلاق نہیں ہوتی۔

ترجمہ:

ہاں اس پر وہ اشکال وارد ہوتا ہے جو عن قریب بحر الرائق سے تعلق
میں آئے گا اور فتح القدیر اور خانیہ وغیرھما میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور وہ
(اشکال) یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے طلاق دی تو اس کے پاس دو آدمیوں نے
گواہی دی کہ تو نے (طلاق کے ساتھ) استثناء کیا تھا اور اس کو یاد نہیں رہا۔ اگر
وہ ایسا شخص ہے کہ جب غصہ میں آتا ہے تو جو کچھ کہتا ہے اسے نہیں جانتا (کہ
اس نے غصہ میں کیا کہا تھا) اس کو ان دو گواہوں کی گواہی کو قبول کر لینا گنجائش
رکھتا ہے (یعنی اسے تسلیم کر لینا درست ہے کہ اس نے استثناء کیا ہے) ورنہ
(اگر وہ غصہ میں جو کہتا ہے اسے جانتا ہے تو) اسے ان کی شہادت کو قبول کرنے
کی گنجائش نہیں (بلکہ اسے اپنی یادداشت کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا کہ اس نے
استثناء کیا تھا یا نہیں) تو اس عبارت کا مقتضی یہ تو ہے کہ جب وہ (غصہ میں آتا
ہے اور) جو کچھ کہتا ہے اسے نہیں جانتا تو اس کی طلاق واقع ہو جائے ورنہ (اگر
وہ جانتا ہے) تو اسے ان گواہوں کے اس قول کو قبول کرنے کی حاجت نہیں کہ
تو نے (غصہ میں) استثناء کیا تھا۔ اور یہ (مقتضا بجائے خود) بہت ہی مشکل
ہے (کہ جب وہ اس قدر غصہ میں ہو کہ جو کہے اسے جانتا ہی نہیں پھر بھی اس
کی طلاق ہو جائے یہ کیسے درست ہوگا بلکہ ہماری اوپر والی تحقیق کی رو سے تو
اس کی طلاق بطریق اولی نہیں ہونی چاہیے) مگر یہ کہ اس اشکال کا یہ جواب دیا

جائے کہ وہ جو کہتا ہے اسے نہ جاننے سے مراد یہ ہے کہ وہ کبھی قوت غضب کی
حالت میں جو کہتا ہے اسے قوت غضب کی وجہ سے بھول جاتا ہے اور غصہ کے
(فرو ہونے کے) بعد اسے کہا ہوا یاد ہی نہیں رہتا اور یہ مراد نہیں ہے کہ وہ
(قوت غضب کی وجہ سے) اس طرح ہو گیا کہ اس کی زبان پر وہ جاری ہوتا
ہے جسے وہ سمجھتا ہی نہیں یا جس کا وہ قصد ہی نہیں کرتا کیونکہ اس میں شک نہیں
کہ وہ اس وقت جنون کے بلند ترین درجہ میں ہوگا (اس صورت میں تو بطریق
اولی اس کی طلاق واقع نہ ہوگی کہ جب اس حالت میں نہیں ہوتی جس کا ہم
اوپر "والذی یظھر لی" الخ کی عبارت میں ذکر کر چکے ہیں تو اعلی
مراتب جنون میں طلاق کیسے ہو سکتی ہے) اور جو ہم نے تعبیر کی ہے اس کی تائید
یہ بات بھی کرتی ہے کہ وہ اس فرع (استثنائی صورت) میں جانتا ہے کہ اس
نے طلاق دی ہے اور اس کا قصد کرنے والا ہے (بالقصد طلاق دی ہے) لیکن
وہ شدت غصہ کی وجہ سے استثناء کو یاد نہیں رکھتا یہ وہ تقریر ہے جو اس تحریر کے
مقام میں میرے ۔لیے ظاہر ہوئی اور اللہ ہی حقیقت مقصود کو بہتر جانتا ہے پھر
میں نے دیکھا جو اس جواب کی تائید کرتا ہے اور وہ یہ کہ "الولوالمجیہ"
میں مصنف نے فرمایا کہ اگر وہ اس حال میں ہے کہ اگر اسے غصہ آ جائے تو اس
کی زبان پر وہ الفاظ آتے ہیں جنہیں وہ بعد میں یاد نہیں رکھتا (بلکہ بھول جاتا
ہے) تو اس صورت میں اسے شاہدین کے قول (کہ تم نے استثناء کیا تھا) پر
اعتماد کرنا جائز ہے (ورنہ اپنی یادداشت پر اعتماد کرنا ہوگا کہ استثناء کیا یا نہ کیا)

پس " الولوالمجیہ" کے مصنف کا کہنا " لا یحفظه بعده "
(کہ غصہ کے بعد اپنی بات کو بھول جاتا ہے) اس کے بارے میں صریح وواضح
ہے جو ہم نے کہا (واللہ اعلم) (کہ وہ جو شدت غضب سے اپنی بات بھول جاتا
ہے اسے یاد نہیں رہتا کہ اس نے کیا کہا یہ اعلیٰ مراتب جنون (کی صورتوں)
میں سے (ایک صورت) ہے جس میں طلاق بطریق اولی واقع نہ ہوگی کہ
شدت غضب کی حالت میں اس کی عقل ہی زائل ہوگئی ۔

(فتاوی شامیه کتاب الطلاق ۳/۲۴۴)

علامہ شیخ دکتور عبداللہ یوسف عزام مصری اپنی کتاب " انحلال
الزواج فی الفقه والقانون " میں لکھتے ہیں ۔

" لا یقع طلاق المُخطِیٔ وَالغافِلِ وَالغَضبانِ وَالمَدهُوشِ "
" اَلمَدهُوشُ مَن یَّغلِبُ عَلیٰ عَقلِهٖ شَیٌٔ فَیَدخُلُ الخَلَلُ
فِی اَقوالِهٖ وَاَفعالِهٖ فَیَهذِیٔ کَثیرًا وَیَختَلِطُ جِدُّهٗ بِهَزلِهٖ بِسَبَبِ
صَدمَةٍ عَصَبیَّةٍ عَنِیفَةٍ اَصابَتهُ فَاَذهَبَت عَقلَهٗ وَحُکمُهٗ
کَالمَدهُوشِ المَعتُوهِ سَواءٌ کانَ فاهِمًا لِما نَطَقَ بِهٖ اَم کانَ
غَیرُ فاهِمٍ. وَذٰلِکَ لِاَنَّ مَعرِفَتَهٗ هٰذِهٖ غَیرُ مُعتَبَرَةٍ اِذ لا یَصحَبُها
اِدراکٌ غَضبانَ وَوَزنُ سَلِیمانَ "
" وَهٰذا ما رَجَّحَهُ ابنُ عابِدِینَ وَکَذٰلِکَ الغَضبانُ لا یَقَعُ

طَلاقُهٗ کَما یَقُولُ ابنُ عابِدِینَ اِذا غَلَبَهُ الهَذَیانُ غَلَبَةٌ خارِجَةٌ عَن
عادَتِهٖ الخ "

(انحلال الزواج ص ۸۲)

ترجمہ :۔

" مدہوش وہ ہے جس کی عقل پر کوئی چیز غلبہ پالے تو اس کے اقوال
وافعال میں خلل آجائے پھر کچھ اوٹ پٹانگ مارنے لگے اور اس کے کلام میں
اچھی اور غیر اچھی ملی جلی باتیں شامل ہوں اعصابی قسم کے سخت صدمہ کی وجہ
سے جو اسے پہنچا تو اس نے اس کی عقل کو نقصان پہنچایا ہو (یعنی اس میں صحیح
سوجھ بوجھ نہ رہی اور ادراک صحیح وعقل ممیز جاتی رہی) اور مدہوش کی طرح معتوہ کا
حکم بتایا گیا ہے خواہ وہ اسے سمجھتا ہو جو اسنے بولا یا اسے نہ سمجھتا ہو اور یہ اسلیئے
کہ اس کی جان پہچان کہ وہ کیا بول رہا ہے معتبر نہیں ہے کیونکہ اس جان پہچان
کے ساتھ ادراک واعتدال صحیح وسالم حالت میں شامل نہیں ہیں ۔ "

اور یہ وہ بات ہے جسے امام ابن عابدین شامی نے ترجیح دی
اور اسی طرح غضبان (بہت غصہ والے) کی طلاق نہ ہوگی جیسا کہ
ابن عابدین فرماتے ہیں جب کہ اس کی عادت سے ہٹ کر اس پر ھذیان کا
غلبہ ہو ۔ یاد رہے کہ اوٹ پٹانگ باتیں کرنا یا حرکتیں کرنا، توڑ پھوڑ کرنا سب
ہذیانی کیفیات ہیں جو جنونی سے اور سخت غصہ والے سے سرزد ہوتی ہیں ۔

بعض حضرات کا خیال

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ حنبلی مذہب کے فقہاء نے اس تحقیق میں ابن قیم کی مخالفت کی ہے درست نہیں ہے شاید فقہ حنبلی کی کتابیں ان کی نظر سے نہیں گزریں۔ ہم ان میں سے بعض معتبر کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱ امام ابن قدامہ المغنی میں لکھتے ہیں کہ ایک تو وہ شخص ہے جس کا جنون اس درجہ کو پہنچا کہ بالکل اس کو یاد ہی نہیں کہ اس نے طلاق دی ہے۔ دوسرا وہ شخص کہ جس پر جنون کی ہلکی سی کیفیت طاری ہوگئی اور اس کی عقل پر جنون کا کچھ غلبہ ہوا لیکن اس حالت میں اسے اس قدر علم تھا کہ اس نے طلاق دی تھی۔

"مَعَ اَنَّ مَعْرِفَتَہٗ غَیْرُ ذَاھِبَۃٍ بِالْکُلِّیَّۃِ فَلَا یَضُرُّہٗ ذِکْرُہٗ لِلطَّلَاقِ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی"

(المغنی ج ۷ ص ۱۱۴)

ترجمہ:۔

"کہ اس پر جنونی کیفیت کا ایسا غلبہ نہیں ہوا کہ اسے بالکل ہی کچھ یاد نہ رہا ہو بلکہ اس حال میں جو اس نے طلاق دی اسے اس طلاق کا علم ہے اور

بعد میں بھی اسے یاد ہے تو اس کا طلاق کا یاد رکھنا انشاء اللہ اسے نقصان نہ دے گا یعنی اس کی طلاق نہ ہوگی۔ اور یہی بات امام حافظ ابن القیم نے لکھی ہے۔"

۲ شیخ الاسلام العلامہ الفقیہ المحقق علاؤ الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرادی م ۸۸۵ھ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذھب الامام المبجل احمد بن حنبل" میں لکھتے ہیں یہ بھی امام ابن قدامہ کی طرح اس کی طلاق کے عدم وقوع کا فرماتے ہیں ملاحظ ہو۔

"اِنْ غَیَّرَہُ الْغَضَبُ وَلَمْ یَزُلْ عَقْلُہٗ لَمْ یَقَعِ الطَّلَاقُ لِاَنَّہٗ اَلْجَاَہٗ وَحَمَلَہٗ عَلَیْہِ فَاَوْقَعَہٗ وَھُوَ یَکْرَھُہٗ لِیَسْتَرِیْحَ مِنْہُ فَلَمْ یَبْقَ لَہٗ قَصْدٌ صَحِیْحٌ فَھُوَ کَالْمَعْتُوْہِ وَلِھٰذَا یُجَابُ دُعَاؤُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ الخ۔"

ترجمہ:۔

"اگر اس کی عقل کو غصہ نے متغیر کر دیا لیکن اس کی عقل زائل نہیں ہوئی اس کی طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ غصہ نے اسے مجبور کر دیا اور اسے طلاق پر بھڑکایا تو اس نے طلاق دیدی اور وہ دل سے طلاق کو پسند نہ کرتا تھا مگر غصہ سے بھڑک کر طلاق دیدی تاکہ وہ غصہ سے آرام پائے تو اس حالت میں اس کا قصد صحیح باقی نہ رہا تو وہ مکرہ و مجبور کی طرح ہوگیا اور اسی لیے ایسے شخص کی اپنے

اوراپنے مال کے خلاف بددعا بھی (اللہ کے ہاں) قبول نہیں کی جاتی (کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ دل سے بددعانہیں کررہا غصہ میں آکر کررہا ہے)"

(الانصاف ج۸ص ۴۳۲/۴۳۳)

۳ فقہ حنبلی کی تیسری معتبر و مسلم و محقق کتاب "الفروع" میں امام ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن مفلح م ۷۶۳ھ وہی عبارت جو انصاف کے حوالہ سے گزری لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"وَرَوٰی اَحْمَدُ لاَ طَلاَقَ وَلاَ عِتَاقَ فِیْ اِغْلاَقٍ قَالَ فِیْ رِوَایَةِ حَنْبَلَ یُرِیْدُ بِهِ الْغَضَبَ (اِلٰی اَنْ قَالَ) اَمَّا الْغَضَبُ یَسِیْرًا فَلاَ یُؤَثِّرُ ذٰلِکَ فَیَقَعُ الخ."

(الفروع ۵ص ۳۶۵)

"کہ امام احمدؒ بن حنبل نے اپنی سند سے حدیث روایت فرمائی کہ غصہ میں نہ طلاق ہے اور نہ ہی عتاق اور حنبل کی روایت میں ہے کہ اغلاق سے غصہ مراد ہے (یہاں تک فرمایا کہ) رہا تھوڑا سا غصہ تو وہ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا پس طلاق تھوڑے سے غصہ میں واقع ہوجاتی ہے۔

الحمدللہ فقہ حنبلیہ کے ان تینوں حوالوں سے ثابت ہوگیا کہ امام حافظ ابن القیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں منفرد نہیں ہیں بلکہ فقہاء حنابلہ میں سے مشاہیر محققین کی بھی یہی رائے ہے۔ اور اس کے بعد بعض

حضرات کا یہ فرمانا کہ علامہ شامی نے قوی معارض کے ذریعے ان کے موقف کو کمزور کردیا ہے، محض خوش فہمی یا دوسرے لفظوں میں غلط فہمی ہے۔ ہم نے علامہ شامی کے اس اشکال کا اور انہوں نے جو اس کا جواب دیا اس کا مع توضیحات کے جو علامہ شامی کی عبارت کے ساتھ مربوط تھیں ترجمہ کے ساتھ عرض کردیا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ شامی نے اس پراشکال وارد کرکے خود ہی اس کا جواب عنایت کیا جس سے شدید غصہ میں دی گئی طلاق نہ ہونا بالکل واضح ہوجاتا ہے۔"

فتاوی دارالعلوم دیوبند

نیز فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے

طلاقِ غضبان

سوال ۴۴:۔

غضبان غصہ والا کے ظاہری اقوال وافعال میں جب مجنونیت پائی جائے تب وہ مدہوش کہلاتا ہے یہ حق ہے یانہیں یا صرف اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی؟

جواب:

جب کہ اس کے ظاہری اقوال وافعال سے اس کا مدہوش ومجنون ہونا معلوم ہوتو ظاہر ہے کہ اس کی طلاق وقوع کا حکم نہ ہوگا اور جب کہ ایسا نہ ہوتو اگر وہ مدہوش ہونے کا مدعی ہوتو قول اس کا معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔کذا فی الشامی۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۹ ص ۵۶)

زید کا شدت غصہ میں کمپیوٹر کے لیپ ٹاپ کی ڈکیس توڑنا بلا شبہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس وقت انتہائی شدید غصہ کی وجہ سے جنون کی کیفیت میں تھا اور اس مجنونیت کے عالم میں اس نے طلاق کہی لہذا اس کی طلاق نہ ہوگی۔جبکہ درمیانہ غصہ میں جسمیں انسان اپنے اوپر کنٹرول نہیں کر پاتا دی گئی طلاق بھی نہیں ہوتی جیسا کہ اس کے دلائل مذکور ہوئے ہیں۔

فتاوی

امدادالفتاوی جو علماء دیوبند کا فتاوی ہے

جس کے ٹائیٹل پر یوں طبع ہے

"امداد الفتاوی"

"حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ"

ترتیب جدید

"مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ"

اس میں فرماتے ہیں۔

اس شخص کا غلبہ غضب میں یہ حال ہوا کہ بے ارادہ منہ سے واہی تباہی نکلتا ہے لیکن شعور وعلم تھا جیسے مخطی کا حال ہوتا ہے کہ کہتا ہے بے ارادہ مگر علم ہوتا ہے اس صورت میں واقعی مقتضاء اولی کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ واقع نہ ہو جیسا کہ مخطی میں فیما بین وبین اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہوتی۔صرح بہ فی فتح القدیر ھکذا الخ۔امدادالفتاوی ۲/ ۴۰۷

اس میں واضح ہے کہ اگر ایک شخص شدت غصہ میں طلاق بول دیتا ہے مگر طلاق دینے کا ارادہ نہیں ہوتا اس کی طلاق نہ ہوگی۔

مسئلہ تین طلاق

سوال:۔ اکٹھے تین طلاق کہہ دینے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کیا ایک رجعی ہوتی ہے یا تین ہی ہوتی ہیں جسے طلاق مغلظہ کہتے ہیں؟

چار آراء

اس میں فقہاء کرام کی چار آراء ہیں:

۱۔ پہلی رائے یہ ہے اگر کسی نے اپنی بیوی کو اکٹھے تین طلاقیں دے دیں تو وہ لغو و بیکار گئیں ایک طلاق بھی نہ ہوگی یہ بعض تابعین و امام ابن علیّہ و امام ھشام بن حکم و امام ابو عبیدہ و بعض علماء اہل ظاہر کی رائے ہے اور یہی روافضہ (شیعہ) کا موقف ہے۔

۲۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہوں گی حضرت عبداللہ بن عمر و ابن عباس و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی یہی رائے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت مروی ہے اور آئمہ اربعہ و جمہور سلف و خلف و جمہور صحابہ و تابعین کی رائے بھی یہی ہے۔

۳۔ تیسری رائے یہ ہے کہ اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی کہ عدت کے اندر خاوند رجوع کرسکتا ہے یہ زیدیہ شیعہ کا موقف ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ و سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے اور یہی امام ہادی و امام قاسم و امام جعفر صادق و امام باقر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور امام

حافظ ابن تیمیہ و امام شوکانی و علامہ صدیق حسن قنوجی اور امام مالک کے بعض شاگردانِ رشید کا بھی یہی قول ہے جسے امام تلمسانی نے شرح تفریع بن الجلاب میں بیان کیا اور امام ابن تیمیہ نے امام احمد بن حنبل کے بعض تلامذہ کا بھی یہی مذہب نقل کیا اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے جدامجد کبھی کبھی اسی پر فتویٰ دیتے تھے۔ اور نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ امام ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں امام محمد بن وضاح کی بھی یہی رائے نقل کی ہے اور امام غنوی امام محمد بن نقی و امام محمد بن عبدالسلام ایسے مشائخ قرطبہ کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی بھی یہی رائے بیان کی اور امام ابن منذر نے حضرت عطاء و حضرت طاؤس و حضرت عمرو بن دینار جیسے شاگردانِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف بیان کیا جیسا کہ صاحب بحر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہی رائے نقل کی اور حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی یہی ایک روایت نقل کی ہے۔

اگرچہ ہم اُن مختلف آراء کے حامل علماء و فقہاء کرام کے دلائل تو بیان نہیں کریں گے تاہم تینوں طلاقوں کو ایک قرار دینے والے فقہاء و علماء کے جو دلائل ہیں اُن میں سے ایک حدیث حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی بھی ہے جسے مختلف محدثین کرام نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا امام ابویعلی موصلی اور حضرت امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی اپنی مسند میں اسے روایت فرمایا جس

کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں اکٹھے تین طلاقیں دیدیں بعد میں سخت غمگین ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سوال کیا کہ تم نے اپنی بیوی کو کیسے طلاق دیدی؟ اُنہوں نے عرض کی ''طلقتها ثلاثا'' کہ میں نے اِسے تین طلاقیں دیدی ہیں آپ ﷺ نے پوچھا'' فی مجلس واحد؟ '' کہ ایک ہی مجلس میں؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا '' فانما تلک واحدة فارجعها '' '' کہ یہ ایک ہی طلاق ہے'' کہ یہ ایک ہی طلاق ہوئی اگر تم چاہو تو رجوع کرلو۔

(مسند ابی یعلی ٣.٦٥ و مصنف امام عبد الرزاق
٦۔٣٩٠.٣٩١ و مسند امام احمد ١۔٢٦٥)

جبکہ دوسری طرف سے بھی دلائل دیئے جاتے ہیں۔

۴۔ چوتھی رائے میں مدخولہ اور غیر مدخولہ کا فرق کیا جاتا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ مدخولہ کو تین ہوں گی اور غیر مدخولہ کو تین طلاقیں دینے کی صورت میں ایک ہی طلاق ہوگی یہ حضرت عبد اللہ بن عباس و امام اسحاق بن راھویہ کی رائے ہے جسے امام محمد بن نصر مروزی نے ان سے نقل کیا۔

(انحلال الزواج فی الفقه والقانون للدکتور
عبد الله یوسف مصطفیٰ عزام ص ٦٠)

نشہ کی طلاق

اسی طرح نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے ہونے اور نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے جبکہ اس نے اپنی مرضی سے نشہ والی چیز پی ہو یا کھائی ہو ہاں اگر اِسے زبردستی نشہ کی چیز پلائی یا کھلائی گئی ہو یا بے خبری میں ایسا ہوا ہو تو اس صورت میں تو بہ اتفاق طلاق نہ ہوگی لیکن اگر اس نے خود جان بوجھ کر نشہ کی چیز پی یا کھائی ہو پھر بحالتِ نشہ طلاق دیدی ہو تو اس کی طلاق میں اختلاف ہے جمہور کی رائے میں اس کی طلاق ہو جائے گی فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ اس کو سزا دینے کے لئے ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ سے ایسی حرکت کی جس سے اس نے اپنے دماغ میں فتور و فساد پیدا کیا۔ یہ حضرت سعید بن مسیب و امام حسن بصری و امام ابراہیم نخعی و امام زہری و امام شعبی و اوزاعی و امام ثوری و امام ابوحنیفہ و امام مالک رضی اللہ عنہم کی رائے ہے اور امام شافعیؒ کے دو قول ہیں طلاق واقع ہونے کا اور نہ ہونے کا مگر دوسرا قول زیادہ معتبر ہے اور حنبلی علماء میں بھی بعض کے نزدیک ایک ہو جاتی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہوتی اور بحر میں حضرت علی و ابن عباس و ابن عمر و مجاہد و ضحاک و سلیمان بن یسار و زید بن علی و مؤید باللہ و ہادی رضی اللہ عنہم سے اس کی طلاق کا واقع ہونا منقول ہے اور شافعیہ میں امام مزنی و امام ابو اللیث و بعض حنبلی فقہاء کی رائے میں اس کی طلاق نہ ہوگی وہ اسے مجنون پر قیاس کرتے ہیں اور علماء ظاہر بھی اس کی

طلاق کو نہیں مانتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے معتوہ (مغلوب العقل)
کے ساتھ ملاتے ہیں اور دوسرے صحابہ کرام بھی ان کے ہمنوا ہیں کہ اس کی
طلاق نہ ہوگی امام یحییٰ بن سعید وامام حمید بن عبدالرحمٰن وعبداللہ بن حسن وامام
داؤد وابوثور واسحاق اور تابعین واحناف میں سے امام کرخی وامام طحاوی وامام
بتی وسیدنا ابن عباس وابی الشعثاء وعطاوامام طاؤس وعکرمہ وامام قاسم بن محمد وعمر
بن عبدالعزیز وربیعہ وبعض زیدی فقہاء جیسے امام ناصر وابوعلی وامام احمد بن یحییٰ
وابو طالب اور ایک قول میں امام احمد بن حنبل کی بھی ہے ایک اور روایت
میں شیعہ امامیہ کے نزدیک بھی طلاق نہیں ہوگی۔

ٹیلیفون پر طلاق

سوال:۔ اگر ٹیلیفون پر طلاق دینے والا شدید غصے میں طلاق دے یا بالمشافہ
شدید غصے میں طلاق دے تو طلاق نہیں ہوگی اور اگر نارمل طریقے سے ٹیلیفون
پر طلاق دے تو ضروری ہے کہ یا تو وہ مرد تسلیم کرے کہ اس نے طلاق دی ہے
اور نارمل طریقے سے دی ہے اس صورت میں طلاق مؤثر ہوگی اگر وہ سامنے ہو
کر طلاق دینے کو تسلیم نہ کرے یا کوئی مصدقہ تحریر نہ بھیجے یا ایسے قرائن نہ ملیں کہ
واقعی فون اسی کا تھا تو طلاق مؤثر نہیں ہوگی لہذا ضروری ہے کہ جب کوئی فون
پر طلاق دے تو گواہوں کے ساتھ طلاق دے جو اس بات کی گواہی دیں کہ اس
نے طلاق دی ہے اگر وہ ٹیلیفون والی طلاق کو تسلیم نہ کرے گواہ بھی نہ ہوں اور

کوئی مصدقہ تحریر بھی نہ ہو اور کوئی ٹھوس قرائن بھی نہ ہوں جو اس طلاق کی اسی
کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہوں تو طلاق نہیں ہوگی کیونکہ طلاق کے ثبوت
کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے اور طلاق دیتے وقت گواہ کرنے کے
بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا اور فرمایا ہے

"فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ"

(سورہ طلاق آیت نمبر:۲)

ترجمہ:۔ تو اے مردو! عورتوں کو بھلائی کے ساتھ (اپنی زوجیت
میں) روکے رکھو یا بھلائی کے ساتھ انہیں چھوڑ دو اور (چھوڑتے وقت) اپنوں
میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو۔

گواہوں کے بغیر دی گئی طلاق کا حکم

بعض صحابہ وائمہ دین کے نزدیک گواہوں کے بغیر دی گئی طلاق تو
مؤثر ہی نہیں ہوتی خواہ فون پر دی گئی ہو یا سامنے دی گئی ہو وہ فرماتے ہیں کہ
ایسی صورت میں طلاق دینے والا رجوع کر سکتا ہے چنانچہ صحیح بخاری شریف
میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں!" ویشهد
شاهدین " یعنی طلاق کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ طلاق دینے والا طلاق دیتے
وقت دو گواہ بنائے۔ اس کی شرح میں امام ابن حجر عسقلانی فرماتے

ہیں۔''ماخوز من قوله تعالىٰ '' واشهدوا ذوى عدل منكم ''وهو واضح''

(فتح الباری۔ص۔۹۸۔۹)

کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فرمان قرآن کے اس فرمان سے ماخوذ ہے کہ ''طلاق پر دو گواہ بناؤ'' اور یہ گواہ بنانے کا حکم بالکل واضح ہے اور امر یعنی حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے لہٰذا طلاق پر گواہ بنانا ضروری ہے اس کے بغیر طلاق مؤثر نہ ہوگی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ گویا یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا کہ مہاجرین کا ایک گروہ گواہوں کے بغیر یا غیر (محل) یعنی حیض کی حالت میں طلاق دیتے اور رجوع کر لیتے تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ طلاق دیتے اور رجوع کرتے وقت گواہ بنا لیا کرو۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا ''ان اراد مراجعتها قبل ان تنقضی عدتها اشهد رجلين كما قال تعالىٰ '''' وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ عِنْدَ الطَّلَاقِ وَالْمُرَاجِعَةِ''

ترجمہ:۔ اگر عدت کے گذرنے سے پہلے بیوی سے رجوع کرنا چاہے تو دو مردوں کو گواہ بنائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ طلاق دیتے اور

طلاق سے رجوع کے وقت دو گواہ بنالو۔

امام ابن جریر اس کے بعد حضرت امام سدی علیہ الرحمۃ سے سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ ''اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو'' کی تفسیر میں فرمایا ''عَلَى الطَّلَاقِ وَالرَّجْعَةِ'' کہ طلاق پر بھی ''گواہ بناؤ اور رجوع پر بھی'' گواہ بناؤ۔

(تفسیر امام ابن جریر۔ ج۔۲۸۔صفحہ۔۸۸)

امر وجوب کے لئے ہے

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اَشْهِدُوْا'' کہ طلاق دیتے دو گواہ بناؤ، فعل امر ہے اس کا مصدر ''اِشْهَادٌ'' ہے جس کا معنی ہے ''گواہ کرنا'' اور فقہاء کرام بالخصوص احناف کے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے اگرچہ طلاق دیتے اور طلاق سے رجوع کے وقت گواہ بنانے کے وجوب و عدم وجوب میں اختلاف ہے تاہم اس میں شک نہیں کہ طلاق و رجعت کی حالت ایسی ہونی چاہیے جس سے شریعت کے تقاضے پورے ہوں اور بعد میں جھگڑا یا پریشانی پیدا نہ ہو۔

حکومت کو مشورہ

یہ قانون بنا دینا چاہیے کہ کوئی شخص بغیر گواہوں کے طلاق نہ دے اگر دے گا تو وہ معتبر نہ ہوگی اس میں قانون سازی کی گنجائش ہے کیونکہ جس

مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہو تو حکومت عوام کے فائدے کے لئے کسی بھی رائے کو قانون کی حیثیت دے سکتی ہے اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ عوام میں بے تحاشہ طلاق دینے کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور عورتوں کی آئے دن کی پریشانی بھی ختم ہو جائیگی۔

طلاق اکراہ

اسی طرح زبردستی کہلوائی گئی طلاق میں بھی اختلاف ہے کہ ہوتی ہے یا نہیں میری ذاتی رائے میں اگر اکراہ کی وجہ معقول ہو اور اس معقول وجہ کی بنا پر عورت چاہتی ہو کہ کسی طرح اس سے خلاصی حاصل کرے تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں اس صورت میں دونوں طرف کے دلائل پر عمل ہو جاتا ہے۔

طلاق کی قسم

اسی طرح طلاق کی قسم کھائی پھر اس کی خلاف ورزی کی تو اس کی بیوی کو طلاق ہو گی یا نہیں؟ اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے جمہور فقہاء کہتے ہیں ہو جائیگی اور بعض فقہاء فرماتے ہیں نہیں ہوگی امام ابن جریج حضرت طاؤس شاگرد رشید ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے اپنے والد حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ ’’الحلف بالطلاق باطل لیس بشئی قلت اکان یراہ یمینا؟ قال لا ادری‘‘ طلاق کی قسم باطل ہے کچھ نہیں ہے طلاق نہ ہوگی میں نے کہا کہ کیا

وہ اسے قسم ٹھہراتے تھے کہ کفارہ دینا ہوگا؟ فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

(مصنف امام عبد الرزاق ٦ ص ٤٠٦)

٢۔ نیز امام عبد الرزاق امام ابن جریج سے وہ حضرت عطاء شاگرد رشید ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص کو امیر ایسے کام کے کرنے کے لئے طلاق کی قسم کھانے پر مجبور کرتا ہے جو اس سے ہو نہ سکے گا۔ فرمایا کہ ’’ لیس علیہ بأس ان یحلف‘‘

(المصنف ٦۔ ص ٤٠٦)

اس پر کوئی حرج نہیں کہ قسم کھالے یعنی نہ کرنے کی صورت میں طلاق نہ ہوگی۔

٣۔ اسی طرح امام عبد الرزاق امام ھشیم سے وہ امام ابن سیرین سے وہ اقضی العرب حضرت امام قاضی شریح رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ اُن کی عدالت میں ایک شخص کے خلاف مقدمہ پیش ہوا جس نے قسم کھائی تھی کہ اگر وہ کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس کی بیوی کو طلاق ہو۔ اس کے بعد اس نے ’’حمام اعین‘‘ نامی ایک جگہ تک جانے کے لئے ایک خچر کرایہ پر لیا تو وہ وہاں سے آگے اصبہان چلا گیا وہاں جا کر کرایہ پر لئے ہوئے خچر کو بیچ ڈالا اس کے پیسوں سے شراب خرید کر پی لی۔ مدعی کہتے تھے کہ حضرت قاضی شریح رضی اللہ عنہ اس کے خلاف فیصلہ دیں کہ اس کی بیوی

کوطلاق ہوگئی مگر آپ فرماتے کہ جب تک تم اس پر دو گواہ نہ لاؤ گے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالی طلاق نہ ہوگی، وہ اصرار کرتے تھے کہ آپ اس کی قسم کے توڑنے پر اس کی بیوی کے مطلقہ ہو جانے کا فیصلہ دیں مگر آپ اُن پر اصرار فرماتے کہ گواہ لاؤ کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالی وہ گواہ نہ لائے "فلم یرہ حدثا" تو آپ نے اس کی بیوی کے مطلقہ ہونے کا فیصلہ نہ دیا۔

(المصنف ٦۔ ٣٨٨)

اسی طرح کے بہت سے حقائق وواقعات اور شواہد ملتے ہیں کہ بہت سے صحابہ وتابعین واجلہ آئمہ دین طلاق کی قسم کی خلاف ورزی پر طلاق ہو جانے کی رائے نہیں رکھتے تھے بلکہ بعض کفارہ یمین ادا کرنے کے قائل تھے اور بعض تو اِسے حلف ویمین لغوی ٹھہراتے کہ نہ طلاق اور نہ کفارہ کچھ بھی نہیں۔

اسی طرح حرمت مصاہرۃ کا مختلف فیہ فقہی مسئلہ ہے لاؤڈ سپیکر پر نماز کا مسئلہ ہے تصویر کا مسئلہ ہے گھڑی کی چین کا مسئلہ ہے خواتین کے چہرے کے پردہ کا مسئلہ ہے۔ (مسئلہ تصویر و پردہ چہرہ پر تو ہماری مدلل کتابیں بھی موجود ہیں) غرض جس قدر بھی فقہاء کے درمیان اختلافی مسائل ہیں خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات یا نکاح وطلاق وغیرہ سے متعلق ہوں یہ اجتہادی مسائل ہیں ان میں تحقیق واجتہاد کی گنجائش ہے اور اجتہاد وتحقیق کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے فقہاء وعلماء کو اُن مسائل میں ہرگز جھگڑنا نہیں چاہیے اور نہ

ہی کسی دوسرے کو اپنی رائے پر چلنے پر مجبور کرنا چاہیے اور نہ ہی اختلاف رائے کی بناء پر آپس میں بغض و دشمنی رکھنی چاہیے فقہی وفروعی اختلاف کو ایک دوسرے سے دوری ومہجوری کا باعث نہیں بنانا چاہیے۔ ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کے مقام ومرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے ایک دوسرے سے استفادہ کرنا چاہیے، آپس میں معاشرتی تعلقات ورواداری و بھائی چارہ قائم رکھنا چاہیے تنگ دل کم ظرف ہونے کے بجائے وسیع الظرف فراخ دل ہونا چاہیے باہم ربط وآمد ورفت اور شادی وغمی میں ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ دیکھئے امام اعظم ابوحنیفہ وامام اجل امام شافعی رضی اللہ عنہما کے درمیان کس قدر شدید فقہی اختلاف تھا اور ہے مگر اُن کے دل اس قدر صاف اور ایک دوسرے کی عظمت ومحبت سے لبریز تھے کہ امام اجل امام شافعی رضی اللہ عنہ جب مصر سے بغداد شریف آتے تو ہر روز امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مزار شریف کی زیارت کو جاتے اور وہاں جا کر اُن کے مزار سے برکتیں حاصل کرتے اور اُن کے وسیلے سے دعائیں مانگتے اور فرماتے کہ امام ابوحنیفہؒ کے وسیلے سے میری مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔

(تاریخ بغداد للخطیب ابی بکر احمد بن علی م ۴۶۳ھ ج ۱ ص ۱۲۳)

وسعت ظرفی

ہمارے فقہاء وائمہ کرام میں جو وسعت ظرفی تھی آج ہمیں اپنے زمانہ کے علماء میں وہ بہت ہی کم نظر آتی ہے غالباً اس کی وجہ مطالعہ وتحقیق کی کمی ہے اور اس میں

کچھ حسد باہمی کا عنصر بھی ہے (معاذ اللہ) جیسا کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

عدو بد دین، مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث
حسد سے اُن کے سینے پاک کر دے
کہ بدتر دق سے بھی یہ سِل ہے یا غوث

عوام کا کوئی مذہب نہیں

یاد رہے کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ عوام الناس کسی کے مقلد نہیں ہوتے اُن کا مذہب نہ حنفی ہے نہ شافعی نہ مالکی اور نہ حنبلی، اُن کا وہی مذہب ہے جو اُن کے مفتی کا ہے یہاں ہندوستان و پاکستان بلکہ بنگلہ دیش وغیرہ بلاد مشرق کے علماء چونکہ حنفی ہیں اور وہی مفتی ہیں اس لئے اُن کے عوام بھی اُن کے فتویٰ کے مطابق فقہ حنفی پر چل رہے ہیں۔ بلاد عرب میں جہاں کے علماء شافعی ہیں وہاں کے عوام بھی شافعی فقہ پر اور جہاں کے علماء حنبلی یا مالکی ہیں وہاں کے عوام بھی اُن کے فتووں پر عمل کرتے ہوئے حنبلی یا مالکی ہیں ورنہ دراصل عوام بذات خود کوئی مذہب نہیں رکھتے کہ اُنہیں کوئی علم ہی نہیں اور نہ ہی وہ تحقیق رکھتے ہیں چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ!

"لو التزام مذهبا معينا كابی حنيفة والشافعی فقيل يلزمه

وقيل لا، وهو الاصح وقد شاع ان العامی لا مذهب له."

(فتاوی ج ۱۔ص ۴۸)

اگر ایک عام آدمی نے کسی معین فقہی مذہب پر چلنا شروع کر دیا جیسے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مذہب پر تو ایک رائے یہ ہے کہ اِسے ہمیشہ اسی پر چلتے رہنا ضروری ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے اور یہی صحیح ترین رائے ہے اور یہ بات علماء میں عام ہے کہ عام آدمی کا کوئی مذہب نہیں ہے۔

لہذا علماء کو چاہیے کہ وہ ضرورتمند و مجبور عوام کو شریعت کی روشنی میں وہ فتویٰ دیں جس میں اُن کا بھلا ہو خواہ وہ کسی بھی امام کی رائے کے مطابق ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری و حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجتے ہوئے اُنہیں وصیت فرمائی کہ!

"يسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا"

(صحیح البخاری کتاب المغازی ۳۵ ۷باب ۲۱)

لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنا مشکلیں پیدا نہ کرنا اور خوشخبریاں سنانا نفرت نہ دلانا۔

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ایک عام شخص نے دو علماء سے فتویٰ لیا اور

دونوں فتوے ایک دوسرے سے مختلف ہوں مثلاً ایک عالم نے فتویٰ دیا کہ یہ
جائز ہے دوسرے نے فتویٰ دیا کہ یہ ناجائز ہے یا ایک نے کہا کہ یہ حلال ہے
دوسرے نے کہا کہ یہ حرام ہے تو عام آدمی کو اجازت ہے کہ وہ جس فتویٰ پر
چاہے عمل کرے۔

(فتاوی شامی ج ۱.ص ۴۸)

سبحان اللہ دین میں کس قدر آسانی ہے، ہم کس قدر خوش قسمت ہیں
کہ اللہ نے ہمیں ایسا دین عطا کیا جو آسان ترین دین ہے کہ جس میں علماء کا
فقہی اختلاف اُمت کے لئے رحمت بن گیا۔ اِسی میں عوام کا فائدہ ہوگیا کہ
جس مسئلہ میں علماء کا اختلاف پائیں اس میں سے جس پر چاہیں عمل کریں۔

عوام کا فائدہ

بلا شبہ عوام کو علماء کے اختلاف سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دی
جارہی ہے کہ وہ جس مسئلہ میں اپنی ضرورت پوری اور مجبوری دور ہوتی دیکھیں
اِس پر عمل کریں۔

اِختلاف باعثِ رحمت

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ اور اپنی اُمت کے علماء و
فقہاء کے اختلاف کو اُمت کے لئے رحمت قرار دیا اور فرمایا کہ!

" اختلاف اصحابی لکم رحمة"

میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔

(كشف الخفاء للعجلوني ۱. ٦٨ المغني عن حمل الاسفار
للعراقي ۱. ۲۸. تهذيب تاريخ دمشق ابن عساكر ۲. ۲۸۵)

اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے

"اختلاف اُمتی رحمة"

کہ میری اُمت کے علماء کا اختلاف میری اُمت کے لئے رحمت ہے
(کہ وہ جس عالم کے فتوی پر چاہیں عمل کریں)

(المغني عن حمل الاسفار للعراقي ۱. ۲۸.
اتحاف السادة المتقين. ۱. ۲۰۴. ۲۰۵)

مفتی کے لئے ہدایت

اس لئے مفتی کے لئے بھی ہدایت ہے کہ وہ عوام کی ضرورت کے وقت
وہ فتوی دے۔ جس میں ان کی آسانی ہو چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ!

"لو افتى مفت بشيء من هذه الاقوال في مواضع
الضرورة طلبا للتيسير كان حسنا"

اگر کوئی مفتی صاحب عوام کی ضرورت و مجبوری کے موقع پر اُن کو آسانی
پہنچانے کے لئے فقہ کے ان اقوال ضعیفہ ومرجوحہ پر فتوی دے تو اچھا ہوگا۔

پھر لکھتے ہیں

"اما لو صلى يوما على مذهب واراد ان يصلى يوما آخر
على غيره فلا يمنع منه"

یعنی ایک شخص نے ایک دن ایک فقہی مذہب مثلاً حنفی فقہ کے مطابق نماز پڑھی اور دوسرے روز کسی دوسرے فقہی مذہب (مثلاً شافعی یا مالکی یا حنبلی) کے مطابق پڑھنا چاہتا ہے تو (بے شک پڑھے) اسے اس سے منع نہ کیا جائے گا۔

(ج ا۔ص ۷۵)

اس سے ثابت ہوا کہ سارے فقہاء کرام کے مذاہب اور آراء شریعت ہیں اور ان میں سے کسی کے قول پر بھی عمل کرنے والا شریعت پر ہی چل رہا ہے۔

امام ابو یوسفؒ

فتاویٰ شامی میں ہے کہ فقہ حنفی کے امام، امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ میں حمام سے غسل کر کے نماز جمعہ ادا کی بعد میں آپ کو بتایا گیا کہ اس حمام میں جس سے آپ نے غسل فرمایا ہے اس کے پانی میں چوہا مرا ہوا پایا گیا امام اعظم کے نزدیک فقہ حنفی میں پانی ناپاک وحرام تھا مگر فقہ مالکی جس پر مدینہ کے بسنے والے چل (عمل کر) رہے تھے، میں وہ پانی پاک تھا کیونکہ اس پانی کے رنگ وبو میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے مذہب میں تو پانی ناپاک تھا، غسل سے جسم بھی ناپاک ہوگیا۔ کپڑے بھی ناپاک ہوگئے لہذا جمعہ نہ ہوا آپ نے فرمایا اگرچہ آج میرا عمل فقہ حنفی

کے مطابق درست نہیں ہے تو فقہ مالکی کے مطابق تو درست ہے لہذا میں مطمئن ہوں۔

(ج ا۔ص ۷۵)

شیخ الاسلام امام عزالدین بن عبدالسلام۔م ۶۶۰ھ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں

"وللعامی ان یقلد فی کل مسئلة من شاء من الائمة ولا یتعین علیه اذاقلد اما مافی مسئلة ان یقلده فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة رضی الله عنهم الی ان ظهرات لمذاهب یسالون فیما ینسخ لهم العلماء المختلفین من غیر نکیر من احد وسواء اتبع الرخص فی ذلک او العزائم الان من جعل المصیب واحدا لم یعینه ومن جعل کل (مجتهد مصیبا) فلا انکار علی من قلد الصواب"

یعنی عوام کو اجازت ہے کہ وہ ہر مسئلہ میں آئمہ میں سے جس کے قول پر چاہیں عمل کریں جب وہ ایک مسئلہ میں کسی ایک امام کے قول پر عمل کریں تو اُن کے لئے ضروری نہیں کہ باقی اختلافی مسائل میں بھی اِسی اما کے قول پر عمل کریں کیونکہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے لے کر آئمہ مجتہدین کے مذہب کے ظاہر ہونے تک جو مسئلہ اُنہیں درپیش ہوتا وہ اِسے بلا روک ٹوک کسی کے مختلف علماء سے پوچھتے اور عمل کرتے اس سلسلہ میں اُن کو اجازت ہے کہ خواہ رخصتوں پر عمل کریں یا عزائم پر کیونکہ جس کے نزدیک اختلاف کی صورت میں مصیب

ایک ہی ہے وہ کسی ایک ایک کو مصیب معین نہیں کرتا اور جو ہر ایک کو مصیب ٹھہراتا ہے اسے اس پر اعتراض نہیں جو صواب پر عمل کرتا ہے

(فتاوی شیخ الاسلام امام عزالدین بن عبد السلام ص ۲۸۸ طبع بیروت ۱۴۱۶ھ)

اور علامہ محمد امین فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں

"لیس علی الانسان التزام مذهب معین"

(۱۔۷۵)

کہ انسان کے لئے لازم نہیں کہ وہ کسی ایک مذہب فقہی پر چلے۔

قرآن وسنت پر عمل

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر ایک عالم دین جو قرآن وسنت کے نصوص وعبارات کے معانی جانتا اور صاحب فہم وفراست ہے تو کسی بھی مسئلہ میں وہ قرآن وسنت پر عمل کرسکتا ہے۔ اگرچہ اس کے فقہی مذہب کے خلاف ہو۔

(فتاوی شامی۔ ۱۔۷۴)

علماء ومفتیان کرام

علماء ومفتیان کرام سے درخواست ہے کہ وہ فقہی مسائل میں روایتی فقہی تشدد ترک کرکے اپنے فقہی مزاج میں تصوف کی آمیزش کرکے فقیہ محض کی

بجائے فقیہ صوفی بنیں جیسا کہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسق و من جمع بينهما فقد تحقق

یعنی جس نے تصوف پڑھا اور فقہ نہ پڑھی تو گمراہ ہوگیا اور جس نے فقہ پڑھی اور تصوف نہ پڑھا وہ فاسق ہوگیا اور جس نے دونوں کو حاصل کیا وہ صاحب تحقیق یعنی محقق ہوگیا۔

(اشعة اللمعات۔ ۱۔۴۲)

اس سے واضح ہوگیا کہ صوفی کے لئے عالم ہونا اور عالم کے لئے صوفی ہونا ضروری ہے پہلے زمانہ کے علماء اپنے شاگردوں کو تصوف بھی پڑھاتے تھے اس لئے وہ عالم وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی بھی ہوتے تھے جس کی وجہ سے ان میں شدت وسختی کی بجائے نرمی وبُردباری ہوتی تھی مگر افسوس اب مروجہ درس نظامی کو تصوف کی کتابوں سے خالی کردیا گیا ہے جس کے نتیجے میں روکھے اور سخت طبیعت اور شدت پسند علماء پیدا ہورہے ہیں اسی لئے ان علماء میں آپس میں نہ اتفاق ہے نہ اتحاد، نہ ایک دوسرے سے ہمدردی اور نہ عوام کے لئے نرمی وحلیمی، کاش کہ علماء کرام اس مروجہ درس نظامی کے نصاب پر نظر ثانی کریں اور اس میں تصوف اور طب جیسے روح وجسم کے لئے دو مفید فن بھی شامل کریں۔

علماء کے لئے ہدایات

امام عبدالغنی نابلسی جو علامہ شامی کے شیخ الشیخ ہیں حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔

عالم کامل اور ولی عارف وہ ہے جو اللہ کے اوامر و نواہی پر نظر رکھتا اور حدود و احکام الٰہیہ کی حفاظت کرتا ہو اور جو شریعت محمدیہ کے اوامر و نواہی کو جانتا اور اُن پر عمل کرتا ہو اور چاروں فقہاء اُمت اور دوسرے فقہاء و تمام صحابہ و تابعین اور اُن کے بعد والوں کا جن مسائل پر اجماع یا جن میں اختلاف ہے اُنہیں جانتا یا جاننے کی استعداد و صلاحیت رکھتا ہو ایسے اللہ کے ولی (عالم باعمل) کے کسی بھی فعل پر اعتراض نہ کیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اس عمل میں کسی ایسے فقہی مذہب کی تقلید کر رہا ہو جو اس کے نزدیک تمام شروط کا جامع ہو اور وہ اس پر عمل پیرا ہو جس کا معترض کو علم نہ ہو علامہ امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی کتاب شرح وصیت یوسفیہ میں لکھا ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے بارے میں آپ کی کیا رائے شریف ہے جسے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی گئی ہوں آپ نے فرمایا وہ تین ہی

ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ میں نے عرض کی کہ علماء ظاہر کی ایک جماعت کہتی ہے کہ اس کی ایک طلاق ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا کہ!

"هؤ لاء حكموا بما وصل اليهم واصابوا"

(الحديقة الندية ۔ا۔۱۷۹)

ان علماء نے اس دلیل شرعی کے مطابق فیصلہ دیا جو اُن تک پہنچی اور اُنہوں نے صحیح کہا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہی مسائل میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کی بناء دلائل شرعیہ ہے اور دلائل شرعیہ کی بنا پر جو علماء فرماتے ہیں صحیح فرماتے ہیں کسی کو غلط نہیں کہنا چاہیے، غلط وہ ہے جو عقائد میں اہل حق سے اختلاف کرتا ہے فتاوی درمختار میں ہے کہ فقہی اختلاف کی صورت میں ہم کہیں گے کہ ہم ثواب پر ہیں اور احتمال ہے کہ ہم خطاء پر ہوں جبکہ ہم سے اختلاف کرنے والا خطا پر ہے اور احتمال ہے کہ وہ ثواب پر ہو۔ (مقدمہ درمختار مع الشامی:۔) اور یہ کہ فقہی مسئلہ میں خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ لھذا ہمیں فقہی شدت سے گریز کرنا چاہیے اور وہی مؤقف اختیار کرنا چاہیے جو علامہ شامی فرماتے ہیں کہ!

"من قلد عالما لقى الله سالما" (ا۔۵۲)

جس نے کسی بھی عالم کے فتوے پر عمل کیا وہ اللہ سے سلامتی کے ساتھ

جا ملے گا۔

درخت اور ٹہنیاں

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ المیزان الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ (ترجمہ):۔

شریعت ایک بہت بڑے پھیلے ہوئے درخت کی مانند ہے اور علماء دین کے اقوال اس کی ٹہنیاں ہیں لہذا کسی بھی عالم دین کا ایسا کوئی قول نہیں ہے جس کی قرآن وسنت میں کوئی اصل وبنیاد نہ ہو اور نہ ہی اس سے کوئی پھل ٹہنی کے بغیر حاصل ہوتا ہو جیسا کہ بنیاد کے بغیر کوئی عمارت نہیں ہوتی اور اہل کشف کا اس پر اجماع واتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی عالم دین کا قول شریعت سے باہر ہے تو یہ اس کا کہنا اس کے علم وعرفان کی کمی کی وجہ سے ہے۔
بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنی شریعت کا امین قرار دیا ہے چنانچہ آپ کا فرمان ہے کہ!

"العلماء امناء الرسل مالم یخالطوا لسلطان ویداخلوا الدنیا فاذا خالطوا السلطان وداخلوا الدنیا فقد خانو الرسل فاحذروهم"

(المیزان الکبریٰ۔۱۔۶۰)

علماء رسولوں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہ سے نہ ملیں اور دنیا میں نہ گھس جائیں تو جب وہ بادشاہ سے ملیں اور دنیا میں جا گھسیں تو بلاشبہ اُنہوں

نے رسولوں سے خیانت کی یاد رہے کہ بادشاہ سے مراد ظالم بادشاہ ہے اور دنیا میں گھسنے سے مراد دین کو دنیا کے بدلے بیچنا ہے کہ محض مالی مفاد کے لئے غلط مسئلے بتائیں۔ اس کے برعکس عادل بادشاہ سے ملنا اور اس سے دین کا کام لینا اور دین کی ترقی کے لئے دنیا حاصل کرنا بُرا کام نہیں بلکہ نہ صرف اچھا کام بلکہ ضروری ہے حدیث میں عادل بادشاہ کو زمین پر اللہ کا سایہ فرمایا گیا ہے اور مال کو مؤمن کی ڈھال کہا گیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ عادل بادشاہوں اور حکمرانوں کی مدد اور دنیا و مال کے بغیر دین کا کام نہیں چلتا۔

یہ کام علماء دین ہی کر سکتے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء دین کو رسولوں کا اور شریعت کا امین قرار دیا اور ایک پیغمبر معصوم کی شان سے بعید ہے کہ وہ خائنوں (خیانت کرنے والوں) کو اپنی شریعت کا امین ٹھہرائے۔

پھر فرماتے ہیں کہ!

"فان اعتقاد نافی جمیع الائمة ان احد هم لا یقول قولا الابعد نظره فی الدلیل و البرهان"

بلاشبہ ہمارا تمام آئمہ دین کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ اُن میں سے کسی نے جو بھی بات کہی ہے دلیل شرعی میں نظر ڈالنے کے بعد ہی کہی ہے۔
پھر فرماتے ہیں کہ!

"وشعاع نور الشریعة یشملهم کلهم ویعمهم"

(المیزان ۱۔۶۰)

شریعت کا نور علماء اُمت کے سب اقوال کو شامل ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے اپنے دل میں اس بات کا یقین رکھنا اور زبان سے اعتراف واقرار کرنا ضروری ہے کہ!

"ان سائر آئمة المسلمین علی هدی من ربهم فی کل حین و آنٍ"

(المیزان ۱۔۶۲)

سب آئمہ مسلمین علماء دین وفقہاء کرام اپنے رب کی طرف سے ہر وقت ھدایت پر ہیں۔

پھر امام موصوف فرماتے ہیں!

"کشف لنا ان جمیع اقوال الائمة المجتهدین و مقلدیهم داخلة فی قواعد الشریعة المطهرة و مقتبسة من شعاع نورها (الی ان قال) ان کل مجتهد مصیب الخ"

(المیزان۔ ۱۔۶۹)

ہمارے لئے (اللہ کی طرف سے) یہ بات کھولی گئی کہ تمام آئمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین علماء دین کے اقوال شریعت مطہرہ کے قواعد میں داخل اور اس کے شعاع نور سے روشن ہیں اور یہ کہ ہر مجتہد (اللہ کے نزدیک)

مصیب (حق کو پانے والا) ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ!

"جمیع المذاهب المندرسة والمستعملة کلها صحیحة لا ترجیح فیها لمذهب علی مذهب لا غترافها کلها من عین الشریعة المطهرة"

(المیزان الکبری ۔ ۱۔۷۸)

تمام فقہی مذاہب جن پر کوئی عمل نہیں کر رہا اور جن پر عمل ہو رہا ہے سب کے سب صحیح ہیں کسی مذہب کو کسی پر ترجیح نہیں ہے کیونکہ کل کے کل مذاہب شریعت مطہرہ کے چشمہ سے سیراب ہیں۔ پھر امام ابن حزم ظاہری علیہ الرحمۃ ۴۵۶ھ فرماتے ہیں کہ!

"جمیع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشریعة وان خفی دلیله علی العوام ومن انکر ذلک فقد نسب الائمة الی الخطاء وانهم یشرعون مالم یا ذن به الله وذلک ضلال من قائله عن الطریق والحق انه یجب اعتقاد انهم لو لا رأوا فی ذلک دلیلا ما شرعوه"

(المیزان الکبری۔ ۱۔۱۱۶)

آئمہ مجتہدین نے جو مسائل نکالے وہ شریعت سے شمار ہوتے ہیں اگر چہ ان کی دلیل عوام سے مخفی ہو اور جس نے اس کا انکار کیا تو یقیناً اس نے

آئمہ کی نسبت خطا کی طرف کر ڈالی اور یہ کہ وہ اس چیز کو جائز ٹھہراتے ہیں۔
جسے اللہ نے جائز نہ ٹھہرایا اور یہ بات کہنے والے کا سیدھے راستہ سے بھٹکنا ہے اور حق یہ ہے کہ ضروری ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ آئمہ نے جسے جائز ٹھہرایا اگر وہ اس کی دلیل شریعت میں نہ دیکھتے تو اسے جائز نہ ٹھہراتے۔

پھر سیدی امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں!

"وعلمت و تحققت ان کل مجتھد مصیب کشفا و یقینا لا ظنا و تخمینا وانه لیس مذھب اولی بالشریعة من مذھب الخ"

(المیزان الکبری۔ا۔۱۲۵)

اور میں نے جان لیا اور حق کو پالیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا ہر مجتہد مصیب ہے (حق پر ہے) یہ میں نے کشف سے اور یقین سے جان لیا، نہ کہ گمان سے اور اندازہ سے اور یہ کہ کوئی فقہی مذہب دوسرے مذہب سے شریعت مطہرہ کے زیادہ قریب نہیں ہے۔ ولی کامل کسی کا مقلد نہیں ہوتا پھر سیدی امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں!

ترجمہ:۔

ولی کامل کسی کا مقلد نہیں ہوتا وہ اپنا علم براہِ راست شریعت کے اس چشمہ سے حاصل کرتا ہے جہاں سے مجتہد نے حاصل کیا۔ رہا یہ سوال کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اولیاء بعض آئمہ کے مقلد ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ایسا

ہوتا ہے کہ ولی (ابھی تک) درجۂ کمال کو نہیں پہنچا ہوتا یا پہنچا ہوتا ہے مگر وہ چونکہ درجۂ کمال کو پہنچنے سے پہلے ہی اس امام کا مقلد ہوتا ہے بعد میں اگر چہ اسے تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی مگر وہ ازراہ ادب بدستور اس کی تقلید جاری رکھتا ہے جبکہ وہ اس کتاب وسنت کی دلیل سے باخبر ہوتا ہے جو اس کے امام کی دلیل ہے اس لئے درحقیقت وہ اس امام کا نہیں بلکہ براہ راست وہ قرآن و سنت سے ہی سیراب ہونے والا ہوتا ہے امام کا مقلد نہیں رہتا۔

(المیزان۔ا۔۱۳۲)۔

ایک سوال کا جواب

پھر سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ سوال کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ!

"اذا اجتھد الحاکم واخطا فله اجر وان اصاب فله اجران"

(رواہ احمد فی مسندہ والامام البخاری والمسلم فی صحیحما و ابو دائود والنسائی وابن ماجه).

کہ جب فیصلہ دینے والا فیصلہ دے اور خطا کر جائے تو اس کے لئے ایک ثواب ہے اور اگر حق کو پالے تو اس کے لئے دو ثواب ہیں۔ تو جب تمام مجتہدین کے مذاہب شریعت کے دائرہ میں ہوئے تو فیصلہ میں خطاء کیسے ہوئی؟ کیونکہ سب مجتہدین شریعت کے سمندر سے ہی مدد لے رہے ہیں اور سیراب ہو رہے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں خطأ سے مراد اس

مسئلہ میں دلیل شرعی کو صحیح طور پر نہ پانا ہے وہ خطا نہیں جس سے وہ شریعت سے
ہی نکل جائے کیونکہ اگر وہ شریعت سے نکلا ہوتا تو اس کے لئے ثواب نہ ہوتا
بلکہ اس کا قول مردود ہوتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ!

"کل عمل لیس علیه امرنا فهورد" بہ الفاظ دیگر "من
احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد"

(صحیح بخاری و مسلم وابوداؤد وابن ماجہ)۔

ہر وہ کام جس پر ہماری شریعت نہیں تو وہ مردود ہے یا "جس نے ہماری
اس شریعت میں وہ بات نکالی جو ہماری شریعت سے نہیں تو وہ مردود ہے۔"

اور صاحب شریعت نے جب ان کے لئے ایک اجر ثابت کیا تو وہ قول
شریعت سے باہر نہ ہوا لہذا حدیث میں جو خطا کا ذکر آیا اس کا معنی یہ ہوا کہ
فیصلہ دینے والے نے جب کوشش کی اور عین دلیل جو اس مسئلہ میں صاحب
شریعت سے وارد ہے کو بھی پالیا تو اس کے لئے دو ثواب ہیں ایک دلیل کی جستجو
اور تلاش کا ثواب اور دوسرا ثواب دلیل کو پالینے کا اور اگر مجتہد عین دلیل کو نہ پا
سکے مگر اس کے حکم کو پالیا (کہ قرآن وسنت کی روشنی میں جو اسے سمجھ میں آیا اور
جو دلیل ملی اس کے مطابق شریعت کا مسئلہ بتادیا) تو اسے ایک ثواب ملے گا اور
وہ جستجو اور تلاش کا ثواب ہے تو یہاں خطاء سے خطاء اضافی (کہ دوسرا مجتہد جس
نے دلیل پالی کی بہ نسبت خطا) ہے خطأ مطلق (ہر طرح سے بھول چوک جانا کہ
کسی دلیل کے بغیر ہی یوں ہی غلط سلط مسئلہ بیان کر دینا) مراد نہیں ہے (جیسا

کہ حدیث میں ہے "من افتی بغیر علم فقد اخطأ اوکما قال"
کہ جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس نے خطا کی یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ
بلاشبہ ہمارا اعتقاد ہے۔

"ان سائر ائمة المسلمین علی هدی من ربهم فی جمیع اقوالهم"
کہ تمام آئمہ مسلمین اپنے تمام اقوال میں اپنے رب کی طرف سے
ہدایت پر ہیں۔

اور یہ کہ اپنے سلسلۂ سند (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے)
کے لمبا یا چھوٹے ہونے کے اعتبار سے کوئی تو چشمۂ شریعت کے زیادہ قریب
ہے اور کوئی اس سے بعید ہے اور کوئی زیادہ بعید ہے الخ

(المیزان الکبریٰ۔۱۔۱۴۱۔۱۴۲۔۱۴۳)

سب آئمہ حق پر ہیں

سب آئمہ حق پر ہیں اور ہر ایک اپنی نیت کے مطابق اجر وثواب کا حق
دار ہے۔ سختی اور نرمی کرنے والے دونوں حق پر ہیں چنانچہ حدیث شریف میں
ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"ان فی السماء ملکین احد هما یامر بالشدة والاخر یأمر
باللین فکل مصیب و ذکر جبریل و مکائیل و نبیان احد هما
یأمر باللین والاخر یامر بالشدة وکل مصیب و ذکر ابراهیم

ونوحا وقال لی صاحبان احد هما یأمر باللین والا خر بالشدة وکل مصیب و ذکر ابا بکر و عمر رضی الله عنهما''

(تفسیر مظهری ج ۱. صفحه ۱۰۳)

ترجمہ:۔

بے شک آسمان میں دو فرشتے ہیں اُن میں سے ایک حکم شدید دیتا ہے جبکہ دوسرا نرمی کا دونوں مصیب (حق کہنے والے) ہیں اور وہ جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام ہیں۔ اور دو نبی ہیں اُن میں سے ایک نرم حکم دیتا ہے اور دوسرے کا حکم سخت ہوتا ہے اور وہ ابراہیم ونوح علیہما السلام ہیں اور فرمایا کہ میرے دو صحابی ہیں ایک نرمی والا حکم دیتے ہیں اور دوسرے کا حکم سخت ہوتا ہے اور دونوں ہی مصیب ہیں اور وہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا جن کا فتویٰ سخت ہے وہ بھی حق پر ہیں اور جن کا فتویٰ نرم ہے وہ بھی حق پر ہیں اور سب مصیب ہیں لہذا رہا عمل کا سوال تو اس میں اُمت کا فائدہ ہے کہ اختلاف موجب رحمت ہے۔ جن کا جس فتوے پر دل چاہے عمل کریں کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں کہ عمل کرنے والے کو یہ حق شریعت نے ہی دیا ہے۔

خطا کی دو قسمیں

سیدی امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے کلام مذکور سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ خطاء کی دو قسمیں ہیں ایک خطأ اضافی اور دوسری خطأ مطلق

خطأ اضافی خطأ مجتہد ہے اور خطأ مطلق خطأ غیر مجتہد ہے۔ مجتہد سے مراد وہ عالم دین ہے جو عربی زبان پر اس حد تک عبور رکھتا ہو کہ قرآن وسنت کے معانی سمجھ سکے، عقائد وفقہ پر دسترس رکھتا ہو یہ جو مروجہ درس نظامی ہے اس پر عبور حاصل کرلینا بھی کافی ہے کیونکہ اس میں سارے علوم تبحر کی حد تک آجاتے ہیں بس اس میں محنت ومہارت پیدا کرنے سے اجتہادی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور بلاشبہ اجتہاد کا دروازہ تا قیامت کھلا ہے اجتہاد مطلق ہو یا اجتہاد جزوی ہو۔ اجتہاد کی پوری بحث ہماری کتاب ''اجتہاد کی اہمیت وضرورت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ مجتہد جو اپنے علم کے ذریعے اجتہاد کرتا ہے اس سے خطأ ہو تو اس پر وہ ایک ثواب کا حق دار ہے یہ خطأ اضافی ہے اور جو شخص علم کے بغیر کسی کو فتوی دیتا ہے اور وہ خطأ کرتا ہے تو اس کی خطأ خطأ مطلق ہے ہر طرح سے خطأ ہے وہ خطأ گناہ کے دائرہ میں آتی ہے اس کا حدیث میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

''من افتی الناس بفتیا یعمی عنها فانما اثمها علیه''

(الفقیه و المتفقه. ۲. ۱۵۵)

یعنی جس نے لوگوں کو کوئی فتویٰ دیا جبکہ وہ (مفتی) فتوے سے بے خبر ہے تو اس کا گناہ اسی پر ہی ہے۔۔ غرضیکہ خطأ اہل علم وتحقیق اس کے لئے ایک ثواب کا موجب ہے اور اسے خطأ اضافی کہا گیا ہے اور دوسری خطأ بے علم و تحقیق ہے جو اس کے لئے نہ صرف اجر سے محرومی بلکہ گناہ کا موجب ہے۔

کثرت تقلید

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ علماء کو اس طرف لانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ علماء کرام جنہیں اللہ تعالیٰ نے صلاحیت واستعداد بخشی ہے مقلد محض ہو کر تقلید جامد اختیار نہ کریں بلکہ تحقیق وریسرچ کا دروازہ کھلا رکھیں آخر جنکو ہم مجتہدین کہتے ہیں وہ بھی ہمارے ہی جیسے انسان تھے اُنہوں نے اپنے علم کو ذریعہ تحقیق بنایا، غور وفکر کیا تو وہ مجتہد بن گئے ہم بھی اگر اُن کی طرح تقلید جامد کے دائرہ سے نکل کر تحقیق وتدقیق سے کام لینا شروع کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی اُن کی طرح درجۂ اجتہاد پر پہنچنے کی سعادت حاصل کرلیں عربی کا مشہور مقولہ ہے۔

''مــن جد وجــد'' کہ جس نے کوشش کی وہ اپنا مقصد پا گیا۔ سیدی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آج بھی آئمہ مجتہدین جیسے مجتہد پیدا ہو سکتے ہیں ہمارے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں جس کی بنا پر ہم کہیں کہ مجتہد پیدا نہیں ہو سکتے کیونکہ ان اللہ علی کل شئی قدیر بے شک اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔

(المیزان۔۱۔۱۶۸)

کثرت تقلید اندھاپن ہے

سیدی امام عبدالوہاب امام احمد بن حنبل کا ارشاد نقل فرماتے ہیں

اُنہوں نے فرمایا'' کثـرة التقليد عمى فى البصيرة '' کہ کثرت تقلید بصیرت میں اندھاپن ہے امام عبدالوہاب علیہ الرحمۃ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ کہہ کر امام احمد بن حنبلؒ علماء کو اس بات کی ترغیب دے رہے ہیں کہ وہ اپنے دین (کے احکام) میں مجتہدین میں سے کسی ایک کی تقلید پر قناعت واکتفاء نہ کریں۔

(المیزان۔۱۔۱۴۷)

تین سو ساٹھ راستے

حدیث شریف میں ہے

''ان شريعتى جاء ت على ثلا ثما ئة و ستين طريقة ما سلك احدطريقة منها الانجا''

(الميزان الكبرى۔۱۔۱۴۸ بحواله معجم كبير طبرانى)

''کہ میری شریعت کے تین سو ساٹھ راستے ہیں جو کوئی اُن میں سے کسی راستے پر بھی چلا نجات پا گیا''

اس کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت کے علماء دین کے درمیان فقہی اختلافات پر مبنی بہت سی آراء اور بہت سے اقوال ہیں جس نے ان میں سے کسی بھی قول پر عمل کیا اس نے شریعت پر ہی عمل کیا اور جس نے شریعت پر عمل کیا وہ نجات پا گیا۔

مجتہدین کی وسیع الظرفی

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کسی ایک مجتہد کے فقہی مذہب کی تقلید کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو کہ

" ان صاحب هذا المقام لم يقل بالزام الضعيف بالعزيمة بل جوزله الخروج من مذهبه الى الرخصة التى قال بها غيره"

بلا شبہ اس مقام اجتہاد پر فائز مجتہد نے کسی کمزور کو جو اس کسی خاص مسئلہ میں اس کے فقہی موقف پر عمل کرنے سے قاصر ہے یہ نہیں کہا کہ ہر صورت وہ ان کے موقف پر قائم رہے بلکہ اس امام نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ اس مسئلہ میں اس کے مذہب کو چھوڑ کر اس رخصت (موقف) پر عمل کرے جو دوسرے امام نے فرمایا۔

(المیزان۔۱۔۱۵۴)

الحمدللہ! واضح ہو گیا کہ آئمہ مجتہدین وسیع الظرف تھے اُن میں وہ فقہی تعصب نہیں پایا جاتا تھا جو اُن کے مقلدین میں پایا جاتا ہے مقلدین کو بھی اپنے آئمہ کی طرح وسیع الظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام کو کہہ دینا چاہیے کہ تم حسب ضرورت دوسرے آئمہ کی آراء پر بھی عمل کر سکتے ہو جبکہ پہلے بیان گذرا کہ عوام کا کوئی فقہی مذہب نہیں۔

امام اعظم کے قول سے راہنمائی

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں آپ نے فرمایا!

"ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بابى هو وامى فعلى الرأس والعين وما جاء عن اصحابه تخيرنا وما جاء عن غيرهم فهم رجال و نحن رجال"

(المیزان۔۱۔۱۵۹)

کہ جو بات ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی میرے ماں باپ اُن پر قربان تو وہ سر آنکھوں پر اور جو حضور کے صحابہ سے ہمیں مختلف اقوال پہنچے تو اُن میں سے ہم اپنی مرضی کے مطابق جو پسند کریں گے اُنہیں لیں گے اور جو مختلف اقوال ہمیں بعد والوں سے ملیں گے تو وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد یعنی ہم اُن سے اختلاف کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد امام شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں!

"ففى ذلك اشارة الى ان للعبد ان يختار من المذاهب من غير وجوب ذلك عليه ان كان من اهل ذلك المقام"

(المیزان۔۱۔۱۵۹)

کہ اس میں اشارہ ہے کہ بندے کے لئے جائز ہے کہ وہ فقہی مذاہب

سے جو چاہے پسند کر کے لے لے اس پر کسی خاص امام کا قول لینا واجب نہیں ہے اگر وہ اس مقام کا اہل ہے (کہ جس قول کو اختیار کرے کسی دلیل کی بنا پر کرے)۔ امام شعرانی علیہ الرحمۃ پھر لکھتے ہیں کہ!

"ان الائمۃ کلھم فی الحق سواء فلیس مذھب اولی بالشریعۃ من مذھب"

(المیزان۔ ۱۔ ۱۷۴)

سارے آئمہ حق ہونے میں برابر ہیں کوئی مذہب دوسرے مذہب کی نسبت زیادہ قریب نہیں ہے۔

الحاصل علماء دین کو عوام کی تکلیف کا خیال رکھتے ہوئے انہیں شریعت کی روشنی میں وہ مسئلہ بتائیں جو اُن کے لئے آسان ہو وہ مسئلہ نہ بتائیں جس سے وہ ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کریں اور اُن کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے کسی دوسرے امام کے قول پر فتویٰ دینا پڑے تو دینا چاہیے جیسے مفقود الخبر کے بارے میں ہم امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ سب آئمہ حق پر ہیں اور مصیب ہیں اور سب کے اقوال عین شریعت ہیں۔

فقط: ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

تائید استاذ العلماء شیخ الحدیث

شمس اہل سنت مفتی علامہ محمد شمس الزماں قادری برکاتھم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم"

اما بعد۔ فرید الدھر وحید العصر حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب زید مجدہ کا زیر نظر تحریر کردہ طلاق کے موضوع پر تحقیقی رسالہ اہل سنت وجماعت احناف پر عظیم احسان ہے جس کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی مگر کسی حنفی عالم کو اس طرف توجہ فرمانے کا موقع نہیں ملا یہ سعادت قبلہ مفتی صاحب کے حصہ میں آئی۔ آپ ایک محقق عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ علوم متداولہ پر بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں اور مسائل ودلائل کی طرف پوری توجہ رکھتے ہیں اور مسائل کے استخراج کا آپ کو بھرپور ملکہ حاصل ہے چنانچہ مفتی صاحب نے زیر نظر رسالہ میں قرآن وسنت وفقہ حنفیہ کے دلائل قاہرہ وتحقیقات باہرہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ شدید غصہ میں دی جانے والی طلاق مؤثر نہیں ہوتی بلکہ غصہ کو تین قسموں پر تقسیم فرمایا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے فتاوی شامیہ میں فرمایا ایک عام غصہ دوسرا خاص یعنی شدید غصہ اور تیسرا اشد یعنی شدید تر غصہ۔ عام غصہ میں طلاق ہوجاتی ہے بلکہ عام طور پر طلاق کا سبب ہی غصہ ہوتا ہے لیکن خاص یعنی شدید غصہ اور اشد یعنی شدید تر غصہ میں طلاق نہیں

ہوتی۔ مفتی صاحب قبلہ نے اس بات کو دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے اور قرآن وسنت وفقہ حنفیہ کی روشنی میں اس کو واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ آخری دوصورتوں میں طلاق نہیں ہوتی۔ اس تحقیق کے بعد روزمرہ شدید غصے میں طلاق دینے والوں کو ایک صحیح شرعی حل مل جائے گا جس پر غیر مقلدوں کے پاس جانے کی حاجت نہیں رہے گی۔

اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کو اس پر جزاء خیر واستقامت عطا فرمائے اور بندہ اس تحقیق سے بالکل مطمئن ہی نہیں بلکہ اس کی بھرپور تائید کرتا ہے۔

ابوالبدر محمد شمس الزماں قادری رضوی

مہتمم غوث العلوم جامعہ رحیمیہ رضویہ رجسٹرڈ نیو سمن آباد لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم استاذ العلماء شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری صاحب:

اسلام انسان کی مشکلات دور کرنے اور اسے راحت وسکون دینے کے لیے آیا ہے بے شک اس لیے اسلام انسان کی آبادی کا سوچتا ہے نہ کہ اس کی بربادی کا یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے عمل طلاق کو مباح وجائز تو قرار دیا مگر اسے نہایت ہی مبغوض وناپسند عمل سمجھا ارشاد نبوی ہے

"ابغض الحلال الی اللہ الطلاق"

(اللہ تعالیٰ کے ہاں حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسند طلاق کا عمل ہے)

واضح رہے کہ اس کی وجہ سے معاشرہ اور خاندانوں میں تباہی وبربادی ہوتی ہے ہمارے ہاں طلاق دینے والا بلکہ اس پر حکم بیان کرنے والا سوچتا ہی نہیں کہ اس کے کس قدر مضر اثرات ہیں۔ یہ مسئلہ نہایت ہی سنجیدہ ہے اسلام نے اسے سنجیدگی سے بنانے کا حکم دیا ہے اس قدر غصہ کی حالت (کہ انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہوجائے اور اسے اپنے آپ پر قابو نہ رہے) میں طلاق کا وقوع، اسلام کے مزاج سے میل نہیں کھاتا نامور محقق استاذی المکرم قبلہ مفتی غلام سرور قادری مدظلہ العالی نے بڑی محنت کے ساتھ اس موضوع پر یہ علمی مقالہ تحریر فرمایا ہے امید ہے یہ امت مسلمہ کی مشکل میں آسانی پیدا

کرنے کا ذریعہ بنے گا اور اہل علم پر متعدد مخفی گوشوں کو آشکار کرنے کا وسیلہ بھی اہل تحقیق کو حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی کی اس تحقیق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام مسلمین کو طلاق کی پیچیدگیوں سے آسانی کی طرف لانا چاہیے۔ ہم اس مسئلہ حضرت قبلہ مفتی صاحب کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ فقط

اسلام کا ادنیٰ خادم محمد خاں قادری

جامعہ اسلامیہ ایچی سن ہاؤسنگ

سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔

محترم جناب محمد خالد مسعود صاحب۔

ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی شاہ فیصل مسجد، پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵ اسلام آباد (پاکستان)

حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب کا شدید غصہ کی حالت میں طلاق کے مسئلہ پر تحقیقی رسالہ فقہی تحقیقات میں ایک وقیع اضافہ ہے۔ اس مسئلہ پر پاکستان میں جو شدید اختلاف رائے پایا جاتا ہے حضرت علامہ نے اس کی اصولی بنیادوں کا تجزیہ فرمایا ہے۔ امید ہے اس سے امت مسلمہ کو اس اختلاف کو کم کرنے میں بہت آسانی ہوگی۔

حضرت علامہ مفتی صاحب کا اجتہادی مسائل اور ان کے اصول پر مطالعہ بہت وسیع ہے چنانچہ اجتہاد فی المذھب کے باوجود یہ رسالۃ اصولی اجتہادی کی ایک نادر مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری کو اس پر بہتر جزاء عطا فرمائے آمین۔ فقط محمد خالد مسعود

حضرت علامہ غلام عبدالحق محمد صاحب

(از علماء محققین اسلامی عالمی یونیورسٹی اسلام آباد)

آج ہماری معاشرتی زندگی میں بعض وجوہ کی بنا پر طلاق کا مسئلہ وجہ فساد بنا ہوا ہے چونکہ اصحاب علم کے حالات کے پیش نظر جدید تقاضوں کے مطابق احکام شرعیہ کی تعبیر وتشریح تطبیق وتنفیذ اور استنباط واجتہاد کے عمل کو

آگے بڑھانے میں کئی طرح کی رکاوٹیں حائل پاتے ہیں اس لیے حل مشکلات
کا سلسلہ انقطاع وانجماد کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔

نہایت خوشی ہوئی کہ حضرت العلام المحترم المکرم المفتی غلام
سرور قادری صاحب مدظلہ العالی نے ''طلاق غضبان'' کے اہم دینی
معاشرتی مسئلہ پر توجہ فرمائی نہایت عمیق و وسیع مطالعہ کے بعد مقالہ
قلمبند فرمایا اور وقیع ومستند دلائل کے ساتھ ثابت فرمایا کہ شدید غصے کی
حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ یقیناً آپ کی مساعی جمیلہ
دین وملت کی گرانقدر علمی ضرورت کا درجہ رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو
دارین میں جزائے خیر سے مشرف فرمائے۔ آمین۔

فقط غلام عبدالحق (جی اے حق۔ محمد)

حضرت علامہ سید محمد حبیب الرحمٰن شاہ صاحب آزاد کشمیر

میں نے مفتی اعظم اہل سنت وجماعت حضرت علامہ مفتی غلام سرور
قادری صاحب دامت برکاتہم مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان کی
تحقیق انیق در بارہ وقوع وعدم وقوع طلاق بہ حالات غصہ میں جس کی شرعاً تین
اقسام ہیں اشد وشدید ومعمولی یعنی عام۔ تحقیق انیق کا بغور مطالعہ کیا راقم کی
رائے میں آپ کی اس تحقیق انیق سے بہت سے اوجھل پہلو قرآن وسنت اور
فقہ حنفی کی رو سے الشمس کالامس کی طرح اجاگر ہو کر جدید پیش آنے والے

مسائل کا حل بنتے ہیں۔ میں اس تحقیق انیق پر حضرت العلامہ مفتی اعظم اہل
سنت مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کو اپنے دل کی
اتھاہ گہرائیوں سے خراج تبریک وتحسین پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے
دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے
طفیل حضرت مفتی اعظم قبلہ کی عمر دراز فرماتے ہوئے ان کا سایہ دنیائے
اہل سنت کے سروں پر تادیر دائم وباقی فرمائے آمین ثم آمین۔

این دعا از من واز جملہ جہاں
آمین بدو' خالہ بغمہ ورقمہ وبعلمہ

السید محمد حبیب الرحمٰن شاہ صاحب
قاضی رجسٹرار شریعت کورٹ محکمہ قضاء حکومت آزاد کشمیر۔

حضرت علامہ عبدالکریم صاحب نائب شیخ الحدیث کھروڑپکا

راقم الحروف نے حضرت العلام ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری مشیر وفاقی
شرعی عدالت حکومت پاکستان کی تحقیق شریعت بہ سلسلہ طلاق غصہ شدید کا جو
موجودہ ابتدا مذہبی اور دینی حالات کے پیش نظر روز بروز پیش آرہی ہے کے
حل کا بغور مطالعہ کیا۔ الحمد للہ قرآن وسنت وفقہ کے مطابق راقم نے اسے
بہترین تحقیق پایا۔ راقم اللہ تعالیٰ سے وسعت بدعا ہے کہ وہ علماء حق اہل سنت

وجماعت کو حضرت العلام کی طرح جدید پیش آمدہ مسائل پر مذہب حق اہل سنت وجماعت کی روشنی میں تحقیق کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین (ﷺ) علامہ قاری عبدالکریم نقشبندی نائب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ غوثیہ کہروڑپکا ضلع لودھراں۔

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالرحمٰن جامی لاہور

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ میں نے حضرت قبلہ استاذ العلماء فخر المحققین سیدی مفتی اعظم اہل سنت پیر طریقت علامہ غلام سرور قادری مصطفوی ضیائی مد ظلہ العالی کی کتاب ''غصہ کی حالت میں طلاق'' کا بغور از اول تا آخر مطالعہ کیا اور اس مسئلہ پر نہایت عمدہ تحقیق پر مشتمل پایا میں سمجھتا ہوں کہ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر تحقیق عمیق فرما کر اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے اس سے طلاق سے متعلق کئی نئے مسائل بھی واضح ہوگئے جو وضاحت طلب تھے اور کسی عالم نے ان کی وضاحت نہ کی تھی، حضرت قبلہ کا یہ موقف یقیناً مبنی بر حق ہے اور صحیح ہے اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ اہل سنت پر قائم رکھے آمین۔

دعاگو

محمد عبدالرحمٰن جامی

حضرت علامہ قبلہ مفتی غلام مصطفیٰ رضوی صاحب مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان۔

الجواب صحیح! ممتاز عالم دین فاضل جلیل حضرت علامہ الشاہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے شدید غصے میں دی گئی طلاق کے بارے میں جو تفصیلی فتوی تحریر فرمایا ہے وہ کتاب وسنت کی روشنی میں بالکل صحیح ہے بلاشبہ شدید غصے کی حالت میں جب طلاق کے ہوش وحواس کا توازن بگڑ جائے اور اس کی عقل صحیح طور پر کام کرنا چھوڑ دے تو ایسی کیفیت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی چاہے وہ جانتا ہو کہ اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہوں جیسا کہ فتاوی شامی کا حوالہ حضرت مفتی صاحب نے بھی دیا ہے صاحب شامی فرماتے ہیں۔

''وكذا يقال فين اختل عقله من كبر او مرض او لمصيبته فاجاته فما دام فى حال غلبة الخلل فى الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان كان يعلمها ويريدها الخ''

دعاگو

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

ایم۔اے اسلامیات/عربی فقہ وقانون ملتان۔

طلاق مغلوب الغضب

محترم جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب!

متذکرہ بالا پرمغز مقالہ فی الاصل ایک سائل کے استفتاء کا جواب ہے جس میں ہمارے فاضل دوست جناب ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری نے نہ صرف سائل کی ذہنی تشفی کو پیش نظر رکھا بلکہ خوشی کی بات یہ ہے کہ اسے افادہ عام کے لیے شائع کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر قادری قحط الرجال کے اس پرآشوب دور میں ایک ایسی شخصیت ہیں جو نہ صرف قدیم فقہ علوم متداولہ کا ادراک رکھتے ہیں بلکہ ان کی نظر معاصرہ فکر اور علوم جدیدہ پر بھی ہے۔ موصوف نے گفتگو کے آغاز سے آخر تک دلائل و براہین کے ذریعے اپنے موقف کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس میں انہیں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی اس بابت کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا کیونکہ علمی معاملات کو سند کا مقام حاصل ہوسکتا ہے اسی کے ذریعے علمی مفروضات اور نظریات کو قبول عام حاصل ہوسکتا ہے۔ امید ہے ڈاکٹر صاحب کا زیرنظر رسالہ بھی اہل علم اصحاب کی توجہ کا محور بنے گا۔

غصے کی حالت میں دی جانے والی طلاق فقہی ادب کا ایک اہم موضوع ہے جس پر تمام فقہی مذاہب میں بڑی مفید اور وقت کی ضرورتیں پوری کرنے والی آراء ملتی ہیں۔ یہ وہ موضوع ہے جس پر براہ راست نصوص میں بھی مواد

ہے۔ تطلیق ثلاثہ فی مجلس واحد اور اغلاق اس علمی مبحث کی دو اہم کڑیاں ہیں، فقہی احکام کی ایک اہم بنیاد رفع حرج ہے۔ موضوع زیر بحث میں فاضل مقالہ نگار نے اسی کا سہارا لے کر اس کی کڑیاں اغلاق سے ملائی ہیں بلاشبہ یہ رسالہ بحث و دلائل سے بھرپور ہے۔

بلاشبہ نصوص اور ان کی مختلف النوع تشریحات کو اہل علم نے ہمیشہ اپنی آراء کے پیش نظر رکھا ہے۔ تمام اہل علم اصحاب نے بڑی خداترسی سے اپنے تمام نظریات علمی کو نصوص کے تابع ہی رکھا اور انہیں خالق کائنات کے منشاء کے عین مطابق بنانے کی کوشش کی دوسری طرف حاکم حقیقی کی انسان کو ودیعت کردہ فکری آزادی کے ذریعے سے مباحث علمی کو نئی نئی علمی جہتیں ملتی رہی ہیں۔ اسی سے فکر انسانی کا رخ ارتقاء کی طرف رہتا ہے اور یہی رویہ اللہ رب العزت کے پیش نظر رہا ہے۔

اس پیمانے پر زیرنظر مقالہ کا جائزہ لیا جائے تو خوشی ہوتی ہے کہ فاضل مفتی صاحب نے مصادر اصلیہ سے حکمت و دانش کے بیش قیمت جواہر تلاش کر کے اپنی تحقیقات علمی کی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسلکی اعتبار سے حنفی ہونے کے باوجود ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے اس مقالہ میں دوسرے فقہی مسالک سے بھرپور استفادہ کیا ہے اس لیے یہ کہنا بھی دشوار ہے کہ موصوف کے نظریات علمی جامد فقہی تقلید ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس پرمغز مقالہ کو اہل علم کی توجہ حاصل ہوگی اور اس کے ذریعے فقہی آراء کو نئی جہتیں ملیں

گی اور موصوف کا یہ علمی سفر جاری رہے گا۔ امید ہے کہ فقہی ادب کے طالب علموں کے لیے یہ کوشش نشان راہ ثابت ہوگی کیونکہ یہ کوشش عین تقاضائے وقت ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ

ڈاکٹر صاحب کی یہ کوشش قبول فرمائے آمین۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نائب صدر (امور علمی)

انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

سابق وفاقی وزیر مذھبی امور وزکوۃ حکومت پاکستان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب مشیر وفاقی شرعی عدالت حکومت پاکستان و شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور نے شدید غصے کی حالت میں طلاق پر جو قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں تحقیق فرمائی ہے نہایت ہی مدلل تحقیق ہے۔

بلاشبہ شریعت اسلامیہ ایک نہایت ہی آسان شریعت ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، کہ میں نے تمہیں انتہائی روشنی اور آسان شریعت پر چھوڑا ہے یعنی میرے بعد تمہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

ہمارے علماء کرام و مفتیان عظام میں بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو شریعت کے سخت پہلو لیکر عوام کے لیے شریعت مطہرہ کو تنگ کرکے پیش کرتے ہیں اور بعض صاحبان علم و تحقیق ایسے بھی ہیں جو عوام الناس کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے شریعت کی آسان راہیں عوام کو دکھلاتے ہیں۔

جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو تنگیاں پیدا نہ کرو'' چنانچہ حضرت العلام ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم نے شدید غصے کی طلاق میں قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں جو حل پیش کیا ہے وہ اس دور کی اہم ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوسرے علماء کرام بھی حضرت مفتی

صاحب کی طرح اس تحقیق سے استفادہ کرتے ہوئے عوام کے لیے آسانیاں پیدا فرمائیں گے میں اس تحقیق سے نہایت مطمئن و متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل

ادارہ تحقیقات اسلامی

انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

علامہ خلیل الرحمٰن صاحب

استاذ شعبہ عربی انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد۔

شدید غصہ کی طلاق:

کے موضوع پر حضرت مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ آپ نے قرآن وسنت اور فقہاء کی مختلف آراء کا بہت خوبصورت اور محققانہ انداز میں جائزہ لیا ہے۔ ایک طالب علم کی حیثیت سے میں نے آپ کے خیالات وافکار عالیہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی اس تحقیق کو ''اسلامی نظریاتی کونسل'' میں پیش کیا جائے اور تمام مکاتب فکر کے فاضل علماء آپ کے فتوی کا عالمانہ انداز میں جائزہ لیں تاکہ آپ کی محنت شاقہ سے تمام مسلمان استفادہ کرسکیں۔ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جس کا واسطہ ہر گھر سے ہے۔ اگر علماء کرام اس کا شرعی جائزہ لے کر ایک ''متفق علیہ فتوی'' صادر فرمادیں تو مسلمانانِ پاکستان بہت ہی بڑی مشکل سے چھٹکارا پالیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں شریعت محمدیہ کی روح کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

خلیل الرحمٰن

بقیہ صفحہ 21-A سے

والے غلطی پر ہیں وہ منت سماجت کر کے مجھے وہاں لے گیا میں نے وہاں مسجد کے امام کو سمجھایا کہ یہ مسئلہ علماء میں مختلف ہے اس پر اس قدر تشدد کرنا جائز نہیں ہے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں اور معاشرتی بائیکاٹ ختم کرادیں امام صاحب نے کہا کہ اب یہ بات عوام کو آپ ہی سمجھائیں چنانچہ سپیکر پر عوام کو اکٹھا کیا گیا میں نے وہاں تقریر کی اور عوام کو سمجھایا کہ اگر کسی مسئلہ میں ننانوے فیصد مجتہدین ایک طرف اور ایک مسلم فقیہ و مجتہد دوسری طرف ہو تو اللہ کے ہاں دونوں کی رائے شریعت ہے عوام میں سے کوئی کسی بھی رائے پر عمل کرے گا نجات پا جائے گا اور وہ حدیث جس میں ہے کہ سواد اعظم کی اتباع کرو اس کا تعلق عقائد سے ہے نہ کہ فقہی احکام و مسائل سے ورنہ بہت سے مسائل ایسے ہیں جس میں امام ابو حنیفہ ایک طرف اور اکثریت ائمہ کی دوسری طرف ہے تو کیا اس پر بھی اس حدیث کا اطلاق ہوگا؟ ہرگز نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ سواد اعظم والی حدیث کا تعلق عقائد سے ہے اور الحمدللہ حضور ﷺ کی امت کا سوادِ اعظم یہی اہلسنت وجماعت ہی ہے جو دنیا کے ہر کونے سے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ. کے تحفے حضور کا بارگاہ میں بھیجتے رہتے ہیں۔

ہماری اس تحقیق سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ ایسے پریشان لوگ ان لوگوں کے پاس جانے سے بچ جائیں گے جو تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے ہیں۔ مگر ان کے عقائد صحیح نہیں ہیں بلکہ وہ سوادِ اعظم والی حدیث کے برعکس ہیں اور امت کے سوادِ اعظم کو کافر و مشرک ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔